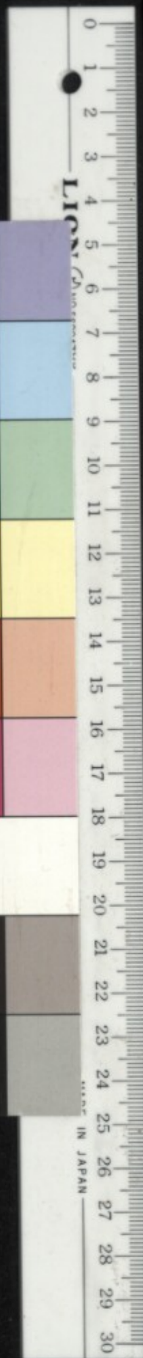
مخبر نُور افشاں لودیانہ



نمبر (۱۱) — مطبوعہ ۱۲ مارچ ۱۸۹۷ء بروز جمعہ — جلد (۲۵)



ایڈیٹوریل نوٹس

بائبل کا باقاعدہ پڑھنا اور خلوتی دعا

خدا کا کلام سیمیو ہمی روحانی زندگی کی خوراک ہے۔ دعا درگاہ ایزدی سے برکتیں حاصل کرنیکا وسیلہ ہے چنانچہ لکھا ہے کہ راستباز کی منت جب استعمال کیجاتی بڑی تاثیر رکھتی ہے۔ یعقوب کا خط ۵: ۱۶۔ چنانچہ انہیں دو زبردست اور کامل مفید مضامین پر امسال لاہور کے جلسے میں بڑا زور دیا گیا اور گذشتہ سال بھی انہیں مقاصد پر زور شور سے وعظ ہوتا رہا سبب یہہ کہ اگرچہ دیگر مضامین سے بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے اور لوگوں پر بہت کچھ جوش طاری ہوتا ہے لیکن تھوڑے عرصہ بعد وہ جوش جاتا رہتا ہے مگر مضامین مذکورہ بالا کی تاثیر ایسی دیرپا اور پایدار ہے کہ جہاں کہیں اس تاثیر نے گھر کر لیا پھر وہیں ثابت اور قائم ہو جاتی ہے جو شخص باقاعدہ بائبل کو پڑھتا ہے اور ایمان سے دعا مانگتا ہے اس میں خود بخود روحانی جوش پیدا ہوتا ہے اور قائم رہتا ہے ممکن ہے

کہ ہم ایمان اور محبت کے رتبہ اور تعریف کو بھول جاویں لیکن بائبل اور خلوتی دعا کے ذریعہ سے ہم خود ہی یہہ سب کچھ دریافت اور یاد کر سکتے ہیں خدا کا کلام روح کی تلوار ہے اور روح دعا مانگنے میں ہماری مدد کرتا ہے پس اسکے وسیلہ سے خداوند یسوع مسیح کا وعدہ پورا ہوگا۔ جب روح القدس آوے تو سب چیزیں تمکو یاد دلاویگا۔ ہر ایک مسیحی کیواسطے دعا مانگنا اور بائبل کے پڑھنے کی قدر کرنا نہایت ضروری اور مناسب ہے۔ اور یہہ فائدہ خواہ جلسوں یا وعظ خواہ کتاب یا اخبار غرضکہ کہیں سے ملے اسکا حاصل کرنا ہماری اعلی درجہ کی خوش نصیبی ہے۔ ہمکو ہر وقت اور ہر جگہ اور ہر صورت اور ہر موقعہ پر اسکے سیکھنے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ کامیابی کی زندگی بسر کرنیکی یہی شرطیں ہیں۔ گذشتہ سال ایک صاحب نے اسبات کو بڑے زور کیساتھ بمصداق قال دل دو تین فقروں میں پیش کیا۔

اوّل خداوند تعالی چاہتا ہے کہ اُس کا ہر ایک بندہ روحانی ہو اور روحانیت میں ترقی کرے۔ دوم آجتک کیا آپ سامعین میں سے کسی نے ایسے شخص کا ذکر سنا جو روحانی شخص سمجھا جاتا تھا اور غالب زندگی بسر کرتا تھا اور بائبل پڑھنے میں سرگرم نہ تھا۔ سوم پس خدا کی مرضی یہہ ہے کہ ہر ایک شخص دعا اور منت کے ساتھ بائبل کا مطالعہ کرے۔ ہم کو کامل یقین ہے کہ بغیر ان باتوں کے کوئی شخص غالب زندگی بسر نہیں کر سکتا اور نہ کوئی استاد یا خادم الدین اپنے کاموں میں خدا کے واسطے کامیاب ہو سکتا ہے اگر آپ رسولوں کی کامیابی کا بھید دریافت کرنا چاہیں تو اِس کلام پر غور کریں جو اعمال کی کتاب میں درج ہے وہ کہتی

رسول دعا مانگنے اور کلام کی خدمت کرنے میں مصروف رہے۔ امسال اور گذشتہ سال کے جلسہ میں اِس بات کا بھی ذکر ہو گیا کہ بائبل پڑھنے اور دعا مانگنے کا کونسا وقت ٹھیک اور موزون ہے ہزارہا تجربوں سے ثابت ہو گیا کہ صبح کے وقت پیشتر اسکے کہ اور کام شروع کیا جاوے کم سے کم آدھ گھنٹہ اِن کاموں میں صرف کرنا نہایت مناسب ہے۔ ہم نے ایک سال سے اِن باتوں کو آزما لیا اور اتنا فائدہ حاصل کیا۔ جو کبھی پہلے زندگی میں حاصل نہیں ہوا تھا لہذا ہم چاہتے ہیں کہ نور افشاں کے تمام مسیحی ناظرین اِس برکت کو حاصل کرنے کے وسیلے سے ناواقف نہ رہیں بلکہ اِس وسیلہ کو کام میں لاکر برکت حاصل کریں۔ اے عزیزو ہمارا دل چاہتا ہے کہ آپسے وعدہ کرائیں کہ ایک ماہ تک آپ اُس کو آزمائنگے کیونکہ ہم کو یقین ہے کہ جس نے ایک ماہ تک خدا سے مدد پاکر کلام کے

سلسلے کیلئے دیکھو صفحہ ۱۲

نور افشاں

پادری اے- ایچ- یونگ صاحب- ایم- اے- ایڈیٹر

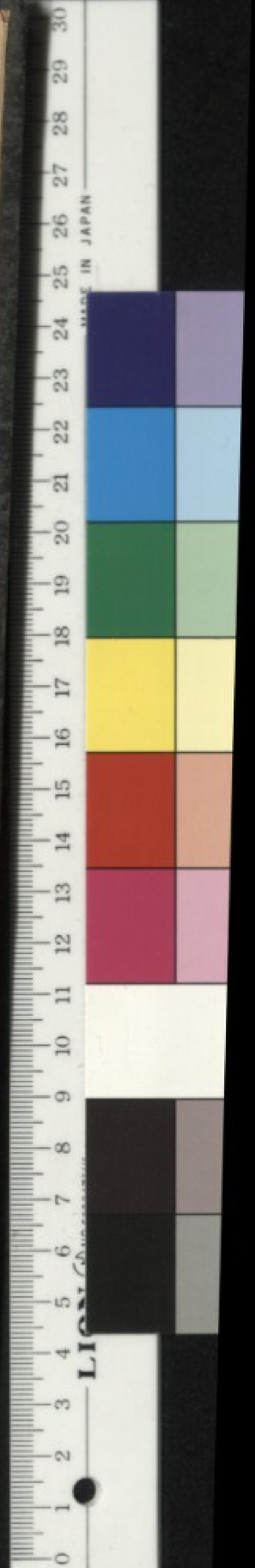
پادری جی- ایل ٹھاکر داس صاحب + پادری ایچ گولکنتھ صاحب
مسٹر ایم- ایل کیدار ناتھ صاحب بی اے + پادری طالب الدین صاحب بی اے
پادری پی- سی- اوپل صاحب
ایسوشیٹ اڈیٹرز

مسیحی مذہب کی ترقی

مسیحی مذہب کی عجیب وغریب کامیابی ایک ایسا امر ہے کہ ہر سمجھدار اور تعلیم یافتہ شخص کی توجہ طلب کرتا ہے- ہماری دانست میں یہہ کامیابی اُس کے منجانب اللہ ہونیکا ایک بھاری ثبوت ہے- ہم یہہ مانتے ہیں کہ اُسکی صداقت کو ثابت کرنے کیلئے اور دلائل بھی چاہئیں کیونکہ دنیا میں اور بہت سے مذاہب مثل رومی بت پرستی اور بُدھ مت اور اسلام کے پائے جاتے ہیں جن کو ایک درجہ تک کامیابی حاصل ہوئی لیکن ہم یہہ کہتے ہیں کہ اُن کی کامیابی کے اسباب وسائل مسیحی مذہب کی کامیابی کے اسباب و وسائل سے دگرگوں تھے- جس طرح اور باتوں میں مسیح کا مذہب بے مثل اور بے نظیر دکھائی دیتا ہے اُسی طرح اس امر میں بھی لاثانی نظر آتا ہے- جس شاہانہ رفتار سے وہ اپنا قدم آگے کی طرف اٹھاتا چلا آیا ہے- جس قدرت سے اُس نے اُن دیواروں کو ڈھایا ہے جو اُس کے سامنے سد راہ تھیں- جس صبر اور برداشت سے اُس نے مخالفوں کے حملوں کو سہا اور اپنے روحانی اثر سے فتح پر فتح حاصل کی ہے اُس سے اگر کچھ ظاہر ہوتا ہے تو یہہ ہوتا ہے- کہ اُس کی اصل خدا سے ہے- ہم اس آرٹیکل میں چند باتیں اس کامیابی کے متعلق تحریر کرتے ہیں- جو ہماری دانست میں مسیحی مذہب کی سچائی کو بخوبی ثابت کرتی ہیں-

(۱) اول اُس کا قدیم زمانہ کی حالت کو بالکل بدل ڈالنا اور بڑی سرعت اور کامیابی کے ساتھ اُس زمانہ کی دنیا میں پھیل جانا اس کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل ہے- کئی باتیں اسکے متعلق پیش کی جاسکتی ہیں- لیکن اس جگہ ہم صرف اُس زمانہ کی بُت پرستی کا تھوڑا سا حال تحریر کریں گے- دریائے فرات کے کناروں سے ملک برطانیہ تک اور نیل سے جرمنی تک بت پرستی کا بازار گرم تھا- بحیرہ میڈیٹرینین کے گرد نوح کی دنیا میں اسی ملکہ کا راج تھا- لیکن مسیحی مذہب نے اپنے زورآور ہاتھ یعنی اپنی تسلی بخش تعلیمات کے اثر سے روم اور یونان اور اسور اور مصر اور شمالی افریقہ کی بُت پرستی کو ایسا گرایا کہ اب تا قیامت اُس کے پھر اُٹھنے کی امید نہیں- وہی ڈائنا دیوی جس کی غیرت اور ہوا خواہی سے کسی زمانہ میں شہروں کے شہر آگ بگولا ہو جاتے تھے آج ایسی معدوم ہوگئی ہے کہ اگر تمام دنیا میں ڈھونڈو تو اُسکا ایک پجاری بھی نہ ملیگا- اسی طرح ڈروائڈ نکل اور ٹیوٹانک بت پرستی کا نام ونشان تک جاتا رہا- بعض اور رواجون- ایسس اور سراپس تھور اور ووڈن جیسے دیوتا جن کے سامنے پشتیں ختم ہوئی تھیں اور سر تسلیم جھکائے جاتے تھے خاک میں مل گئے- اور اب اگر کسی جگہ اُن کی یاد باقی ہے تو کاغذی دنیا میں ہے- عالم محسوسات میں نہ اُن کا کوئی مندر ہے نہ کوئی خانقاہ نہ کوئی اُن کا پجاری ہے اور نہ کوئی معتکف- یہی حال اپالو اور وینس اور منروا اور ہرکلیس کا بھی ہوا جس طرح آج افریقہ اور ہند کے باشندے اپنے بدہیئت اور بے حس وحرکت دیوتاؤں کے سامنے گر کر سجدہ کرتے ہیں اُسی طرح کسی زمانہ میں لوگ اُن کے سامنے بھی سجدہ کرتے تھے- لیکن اب صدیاں گذر گئیں کوئی اُن کی پرواہ بھی نہیں کرتا- چنانچہ اب زمینداروں کو اُن کے سامنے قربانیاں چڑھانے کی ضرورت نہیں- اور ملاحوں کو پنچھیوں سے شگون لینے اور سپاہیوں کو مارس کے ہاں ہار چڑھانے کی حاجت نہیں- مسیحی مذہب کی روشنی نے زود اعتقادیوں کی تاریکی کو دور کردیا- اور ہندوستان کا پیارے ناظرین کیا حال ہے؟ اگرچہ ابھی ہندی بُت پرستی کی بیخ کنی پورے درجہ تک نہیں ہوئی- اگرچہ ابھی جگناتھ اور ہردوار میں جان باقی ہے- تاہم یہہ سوال پوچھنے کے لائق ہے کہ بُت پرستی کی طرف جو نفرت آج ہندوؤں میں پائی جاتی ہے اور روز بروز بڑھتی جاتی ہے اس کا کیا سبب ہے؟ کیا پچاس برس سے پہلے وہی وید نہ تھے جو آج ہیں- کیا سنسکرت زبان کی وہی تفسیریں اور ڈکشنریاں نہ تھیں جو اب موجود ہیں- پھر کیا سبب ہے کہ اس صدی کے شروع میں یا اُس سے پیشتر کوئی دیانند سرسوتی پیدا نہ ہوا اور نہ کوئی کیشب چندر سین اُٹھا- محمدی مذہب جو خدا کی وحدت کا ایسا غیرتمند ہے کہ شرک کا نام آیا اور وہ نائرہ غضب سے سوزاں ہوا وہ بھی جب پراوی ڈنس (Providence) نے تلوار اُس کے ہاتھ سے چھین لی اس امر میں قاصر نکلا کہ ہندوؤں میں دو تین ایسے مصلح پیدا کردے جو بت پرستی کو جڑ سے دور کردیں- مگر مسیحی مذہب کی منادی جو دنیا کی نظر میں ایک بیہودگی ہے ہندوستان کی بُت پرستی کی بنیاد کو ہلا رہی ہے اور کسی دن اس عمارت کو بالکل مسمار کردیگی- مسیح کا مذہب ہمیشہ اور اپنی ہر منزل میں ایسا کرتا چلا آیا ہے- تلوار سے نہیں بلکہ انجیل کی بشارت اور مصنفوں کی تصنیفوں اور شہیدوں کے خون سے +

رومی بُت پرستی کے اُٹھ جانے کی نسبت ہم کہہ نہیں سکتے (جس طرح کہ بعض مخالفوں نے کہا ہے) کہ جب لوگوں نے اُس میں کچھ تسلی نہ پائی تو آخر تھک کر اُسے خود بخود چھوڑ دیا- ہماری دانست میں یہہ تفسیر درست نہیں- بلکہ تعجب کی بات ہے کہ جو بُت پرست اقوام مذکورۃ الصدر حدود کے اندر بستی تھیں- وہ تو اُس قدیم زمانہ میں بُت پرستی کو اسلئے چھوڑ دیں کہ اُس میں کچھ تسلی نہیں پائی جاتی مگر ہند اور جاپان اور چین کی قومیں اٹھارہ سو برس آگے نکلکر اور بھی طول طویل عرصہ کی تہذیب اور فلسفی کی روشنی رکھکر بھی بُت پرستی کے چھوڑنے کا خود بخود وہ فیصلہ نہ کرسکیں جو اُن قوموں نے اُس وقت کیا- نہیں یہہ کہنا کہ اُن لوگوں نے خود



بت پرستی کو چھوڑ دیا صحیح نہیں کیونکہ ماسوائے ملکی امور میں فتور پیدا ہونے اور شخصی فوائد اور منافعوں میں نقصان آنے کے خطرے کے اس تبدیلی کے راستے میں ایک بڑی بھاری روک یہہ تھی کہ ہر کس و ناکس اور ہر کہہ و مہہ بت پرستی کا عادی ہو گیا تھا - تمام قوم کے رگ و ریشہ میں بت پرستی خون کی طرح جوش مارتی تھی - وہ اُن کے خمیر میں تھی - لوگوں کے فیصلے سے وہ دور نہیں ہو سکتی تھی - اور سچ تو یہہ ہے کہ وہ آخری دم تک مسیحی مذہب کا مقابلہ کرتی رہی - چنانچہ ہم چوتھی صدی میں دیکھتے ہیں کہ ایک طرف تو شہنشاہ جولین بت پرستی کو برقرار رکھنے کی جد و جہد میں لگا ہے اور دوسری طرف سرل اُس کی مخالفت میں دلائل پیش کر رہا ہے - بلکہ اگسٹین کے زمانہ میں بھی کہ جسے مسیحی مذہب کی فتح کا زمانہ سمجھنا چاہیے بت پرستی اپنا آخری وار کرنے سے باز نہ رہی - چنانچہ ہم اُس زمانہ کے لوگوں کو یہہ کہتے سنتے کہ اگر دیوی دیوتا کی پوجا پاٹ جیسی چاہیے تھی ویسی کیجاتی تو شاید قوم گاتھ روم کا محاصرہ نہ کر سکتی - نہیں بت پرستی کے دور ہونے کی وجہ یہہ نہ تھی کہ لوگوں نے اُس کے چھوڑنے پر اتفاق کر لیا تھا - اصل وجہ یہہ تھی کہ اب اُس کو ایک ایسے زبردست مخالف کا سامنا پڑا تھا جس کے سامنے وہ مدت تک ٹھہرنے کی تاب و تواں نہ رکھتی تھی - ہم کہہ سکتے ہیں کہ جو فتح مسیحی مذہب نے اِس قدیم زمانہ کی بت پرستی پر پائی اُس کے برابر وہ فتح بھی نہ ہوگی جو وہ ہند اور چین اور جاپان کی بت پرستی پر پائیگا - کیونکہ یہہ قومیں دنیا کی قوموں کی پیشرو اور رہنما نہیں - مگر اہل روم اپنے زمانہ کی دنیا کے مالک تھے - قلمرو روم میں بت پرستی کے سکے کو بے رواج کرنا ایک خاص قدرت کا کام تھا - اب یہہ قدرت کس کی تھی - انسان کی یا خدا کی؟ دنیا کی تواریخ میں کوئی ایسی کامل اور دائمی فتح نظر آتی ہے؟

(۲) دوسری بات ہم یہہ پیش کرتے ہیں کہ باطنی انسان کے تبدیل کرنے میں جو کامیابی مسیحی مذہب کو حاصل ہوئی وہ بھی اس کی صداقت پر دال ہے - یہہ تبدیلی بھی مسیحی مذہب ہمیشہ اور ہر جگہ پیدا کرتا آیا ہے - مگر اس بات کی رونق اور جلال زیادہ خوبصورتی سے اُس زمانہ پر نظر کرنے سے معلوم ہوگا جب کہ یہہ ایک چھوٹا سا پودا تھا اور کامیابی کے اسباب ذرا بھی میسر نہ تھے - اُسوقت دشمن اُس کو ایک مکروہ عقیدہ سمجھکر اُس کی بیخ و بن کاٹنے کے درپے تھے مگر وہ اپنا اثر غائب ہاتھ سے انسانی دل پر جما رہا تھا جو انسانی زندگی اور خصلت میں نمودار ہونے لگا - ہم اُس کی نظیریں نئے عہدنامہ میں سے پیش کر سکتے ہیں جہاں اعلیٰ درجہ کی تعلیم اعلیٰ درجہ کی تعمیل کے ساتھ پہلو بہ پہلو کھڑی نظر آتی ہے - مگر ہم اس موقعہ پر رسولی زمانہ کی بعد کی تصنیفات سے چند مقامات اقتباس کر کے دکھائینگے کہ شروع ہی سے مسیح اور مسیح کی تعلیم انسانی دل کے تبدیل کرنے میں اکسیر کا حکم رکھتے ہیں -

پہلے ہم جسٹن شہید کی کتاب - اپالوجی اوّل سے کچھ بیان نقل کرتے ہیں جسٹن قوم کا یونانی مگر رہنے والا ملک فلسطینہ کا تھا - یونانی علوم و فلاسفی میں کامل مہارت اور دستگاہ رکھتا تھا - مسیحی ہونے کے بعد ۱۳۹ء میں اُس نے کتاب مذکورہ بالا اس غرض سے تصنیف کی کہ اُس کے وسیلے سے شہنشاہ انٹونینس پائس اور اُسکے بیٹوں کو مسیحی مذہب کی طرف رجوع کرے - ایک جگہ وہ اِس کتاب میں مسیحی مذہب کے اخلاقی اور روحانی پھلوں کا اِس طرح بیان کرتے ہیں -

قبل جسٹن شہید کا بیان پیش کرنے کے ہم ایک مشکل کو رفع کرنا چاہتے ہیں اور وہ یہہ ہے کہ شاید کوئی اِن قدیم عیسائیوں کی شہادتوں کو پڑھکر یہہ کہے کہ یہہ تو اپنے منہ میاں مٹھو بنتا ہے - شاہد تو تمہارے عیسائی ہیں وہ بھلا کب اپنے مذہب کو بُرا کہنے لگے تھے - ہم اِس کا یہہ جواب دیتے ہیں کہ جسٹن وغیرہ مسیحیوں کی کتابیں شہنشاہوں کیلئے لکھی گئی تھیں اور ایسے زمانہ میں جبکہ ایذا رسانی کا بازار گرم تھا اور مسیحیوں پر پیغمبری وقت آپڑا تھا - اگر وہ دعاوی جو اِن کتابوں میں درج ہیں بال برابر بھی سچائی کے ادھر اُدھر ہوتے تو قیامت بپا ہو جاتی - بھلا یہہ معلوم کس طرح چھوٹا منہ رکھکر بڑی بات بول سکتے تھے - کچھ تو تریاق اِن کے پاس ہوگا جو خوانخواہ اژدہے کے منہ میں انگلی ڈالتے ہیں - آگ سے بھرے ہوئے شہنشاہ کو چھیڑ کر آتش غضب کے شعلہ کو اور بھی دوبالا کرتے ہیں - نہیں جو کچھ وہ کہتے ہیں سو واقعی صحیح اور درست ہے - کیونکہ جب تلوار گردن پر رکھی جاتی ہے تب قوت واہمہ بھی جھنا چھوڑ دیتی ہے - اور جھوٹے اور من گھڑت خیالات جد ہو جاتے ہیں - اب ہم جسٹن صاحب کی گواہی پیش کرتے ہیں - وھو ہذا -

جب کلام کے اثر نے ہمکو متوثر کیا - تو ہم نے تاریکی کی قوتوں (شیطانی تاثیرات) کو سلام کیا اور اب ہم ازلی اور ابدی خدا کی بوسیلہ اُسکے بیٹے کے پیروی کرتے ہیں - ہم جو پہلے بدکاری سے حظ اٹھاتے تھے اب پرہیزگاری کے لطف اٹھاتے ہیں ہم جو پہلے جادوگری کے فعلوں میں مصروف تھے اب خدائے حی القیوم کی خدمت میں اپنے آپ کو وقف و مخصوص کرتے ہیں - ہم جو پیشتر تجارت اور مکانوں اور زمینوں کی آمدنی اور سود بہ جان دیتے تھے اب جو کچھ ہمارے پاس ہے اُس کو ایک جگہ جمع کر کے محتاجوں کو اُس میں سے دیتے ہیں - ہم جو ایک دوسرے سے نفرت رکھتے تھے اور آپس کے جھگڑے اور فساد سے خون بہاتے تھے - اور پابندی دستورات کی وجہ سے ایک جگہ باہم بیٹھکر آگ تاپنے تک کو عار سمجھتے تھے - اب مسیح کے نام میں ایک دسترخوان پر بیٹھکر ہم نوالہ اور ہم پیالہ ہوتے ہیں - ہم اپنے دشمنوں کے لئے دعا مانگتے ہیں - اُن کو جو ہم سے نفرت رکھتے ہیں مسیح کی طرف رجوع کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ وہ بھی مسیح کے جلالی احکام کے مطابق زندگی بسر کریں اور رب العالمین سے جزائے خیر کی امید میں ہمارے ساتھ شرکت پیدا کریں"

ایک اور جگہ جسٹن صاحب مسیح کے الفاظ "تمہاری روشنی...... ایسی چمکے وغیرہ" کی نسبت یوں فرماتے ہیں - "وہ مطلب ہمیں زیب نہیں دیتا - کیونکہ اُس نے (یسوع نے) اپنی مرضی ہم پر اِس طرح ظاہر کی ہے کہ تم شریروں کی تقلید نہ کرو - بلکہ صبر و حلم سے اُن سب کو جو بری خواہشوں میں مبتلا ہیں چھڑانے کی کوشش کرو - اور ہم اِس بات کی کئی

نفسـریں اُن اشخاص میں سے جو پہلے تمہارے درمیان رہتے تھے پیش کر سکتے ہیں اور ثابت کر سکتے ہیں کہ کس طرح اُن کی سخت دلی اور بدمزاجی مسیحیوں کے نمونہ کو دیکھکر بدل گئی - ہاں جب اُنھوں نے دیکھا کہ مسیحی اپنے مزاج پر ایسا قابو رکھتے ہیں کہ لوگ اُنکو دھوکا دیتے - اور لینے دینے میں معاملہ داری کے قواعد سے تجاوز کر جاتے ہیں تاہم مسیحی بُردباری اور برداشت سے کام لیتے ہیں تو اُن کے مزاج اور طبیعت اِس نمونہ سے بالکل بدل گئے" اور اس کے ساتھ ہی وہ یہہ بھی کہتے ہیں کہ "جو لوگ مسیح کے حکم کے مطابق زندگی نہیں بسر کرتے اُن کو مسیحی مت سمجھو خواہ زبان سے وہ ہزار اقرار کریں - ہم اُن لوگوں کو جن کے لب مسیحی ہونے کا اقرار کرتے ہیں اور اُن کی زندگی اس اقرار کے مطابق نہیں تمہارے حوالہ کرتے ہیں جیسا چاہو ویسا اُن کے ساتھ سلوک کرو گے

اسی طرح کی شہادت ایک خط سے ملتی ہے جس کا نام ڈایوگنٹس کا خط ہے - یہہ خط دوسری صدی کے شروع میں تصنیف ہوا - مسیحی زندگی کی جو تصویر اِس خط میں پائی جاتی ہے وہ ایسی نئی تازہ معلوم ہوتی ہے کہ گویا کل ہی مصور کے ہاتھ سے نکلی ہے - مصنف اِس طرح اُس کا بیان کرتا ہے - غیر ملک اُن کے (مسیحیوں کے) نزدیک اپنے گھر کی طرح ہے اور اپنا گھر مثل پردیس کے - وہ جسم میں ہیں مگر جسم کی خواہشوں کے غلام نہیں - وہ دُنیا میں رہتے ہیں مگر مملکت اُنکی آسمان پر ہے - وہ سرکاری قوانین کے پابند ہیں - مگر اپنے چال چلن میں اُن سے کہیں سبقت لیجاتے ہیں وہ سب کو پیار کرتے ہیں مگر سبھی ان کو ستاتے ہیں - لوگ اُن کو مارتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ جی اُٹھتے ہیں - وہ مفلس ہیں پر بہتوں کو دولتمند بناتے ہیں - سب چیزوں کے محتاج ہیں اور سبھی چیزیں بہتات سے رکھتے ہیں - اُنکی بےحرمتی کیجاتی ہے پر وہ اپنی بےحرمتی میں جلال پاتے ہیں - لوگ اُنکو بُرا بھلا کہتے لیکن وہ راست باز ٹھہرتے ہیں - لوگ اُنکو گالیاں دیتے اور وہ اُنکے لئے برکت کے مستدعی ہیں - لوگ اُنکو حقیر جانتے ہیں مگر وہ اُنکی عزت کرتے ہیں - وہ نیکی کرتے ہیں اور لوگ اُنکو بدکار سمجھکر سزا دیتے ہیں پر وہ سزا پاکر بھی خوش ہوتے ہیں کیونکر وہ سمجھتے ہیں کہ ہماری زندگی اِسی تکلیف میں ہے - یہودی اُن کو اپنا دُشمن سمجھکر اُن کے برخلاف لڑائی برپا کرتے ہیں اور یونانی بے انصافی سے اُن کو دُکھ دیتے ہیں اور اگر اِس ساری مخالفت کا سبب پُوچھا جائے تو مخالفوں کے منہ بند ہیں اور کوئی سبب نہیں بتا سکتے"

میرزا غلام احمد قادیانی پھر سر اُٹھانے لگے ہیں

ہماری نظر سے آپ کا پاگلانہ اشتہار گذرا - اُسکو تو ہم نے ویسٹ باسکٹ کے سپرد کیا - اور ایک مضمون دیگر بعنوان " دو عیسائیوں میں مباحثہ" بھی دیکھا - جو آپ کی طرف سے بطور رسالہ جاری ہوا ہے - خیر اس مباحثہ سے تو ہماری غرض نہیں ہے - کیونکہ مرزاجی کی سمجھ پر تعصب کی عینک حائل ہے اور اس لئے اِن سے ایسے کلام نکلتے ہیں - جو ایک اہل شناس کے شایاں نہیں - مرزاجی بظاہر اپنی بیت الخلط میں سے جہاں اُنہیں مدت تک مجبوراً چاہ نہی پڑی تھی - مگر رجھانکنے لگے ہیں - اب مذہب عیسوی کے سخت دشمن معلوم ہوتے ہیں - اور عیسائیوں سے پرلے درجے کا بغض اور عناد ہے - حال میں جو کچھ وہ درپردہ مذہب کر رہے ہیں - مذہب عیسوی کی تحقیر میں داخل ہے - اِن کے اشتہار کی مدعا مسیحی پبلک کو ایذا پہنچانا ہے - علاوہ ازیں اُن کی خاص غرض یہہ بھی ہے - کہ کسی نہ کسی طرح ان کا پبلک کے سامنے ہونا دلچسپی سے خالی نہ رہے - شہرت اور ناموری کی خاطر یہہ رذیل پیشہ پسند کیا ہے - آپ نے متی باب ۵ آیات ۳۸، ۳۹ "آنکھہ کے بدلے آنکھہ دانت کے بدلے دانت پر میں تم سے کہتا ہوں کہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا" الخ پر اپنے تعصب کا بخار نکالا ہے - ہم مرزاجی کو پبلک کے سامنے لانا مناسب نہیں سمجھتے - کیونکہ نہ صرف مسیحیوں میں ہی اُنکی پھٹکار ہو چکی ہے - بلکہ اُن کے اپنے ہی علما اور اہل مذہب اُن سے بیزار ہیں - اور اُن کو مرتد اور ملحد قرار دے چکے ہیں - پر باوجود اس کے مرزاجی نے آجکل اپنا ڈھنگ بدلا ہوا ہے - اور مجدد اسلام بنکر کاغذ سیاہ نہیں کئے جاتے - آپ ہوا کا رخ دیکھ لیا کرتے ہیں اور اُسی طرف چل نکلتے ہیں - لہذا اپنی کارستانیوں میں کسی قدر معذور ہیں - اِس لئے اُنکی نسبت صرف اتنا ہی کہنا اکتفا کریں گے کہ اے حکیم پہلے اپنا ہی علاج کر -

درباب قانونِ قصاص مطابق کتب اقدس

اِس کے سمجھنے کے لئے یہہ امر مدنظر رکھنا ضروری ہے کہ اہل یہود نے موسوی شریعت کو جو کامل اور پاک تھی - اُس میں غیر اصولی اور سطحی اور بالائی امورات کو شامل کرنے سے اصلی اخلاقی مقصد کو مفقود کیا ہوا تھا - چنانچہ فریسی اور فقیہی ظاہرداری کی طرف توجہ دلاتے تھے - اور شریعت کے لغوی الفاظ پر بیہودہ حاشئے چڑھاتے تھے - پیچیدہ اور باریک معانی اور تاویلات اور اصطلحات سے شریعت کے اخلاقی اور پاکیزہ مدعا کو ڈھانپا ہوا تھا - اُن کو خدا کے لئے غیرت تو تھی مگر بلا اشناسی - خدا نے اُنہیں احکام دئے - اور اُن کے ساتھ تکمیل شریعت کے لئے جو جو وعدہ صادر تھے - اُن کو بھی ظاہر کیا اہل یہود نے اپنی فہم کے موافق اور سمجھ کے مطابق احکام کی اطاعت میں سرگرمی تو ظاہر کی - بلکہ احتیاط سے کام لیا - مگر اخلاقی معانی کو نہ سمجھ کر سطحی اور بالائی باتوں اور رسوم کے پابند ہوئے - مگر خداوند مسیح نے شریعت کے اصلی مقاصد کو قائم کیا اور یہودیوں کی بیہودہ تعلیمات کے گرد کو تختہ شریعت پر سے جھاڑنا شروع کیا - یہہ کہکر کہ میں شریعت کو منسوخ کرنے نہیں آیا ہوں - بلکہ اُس کو پورا کرنے آیا ہوں - مسیح نے شریعت کے اخلاقی مقاصد کو برابر مدنظر رکھا - بلکہ اُسی وقت جبکہ ابھی وہ بارہ برس کی عمر کا تھا - اپنے ماں باپ سے کہا - کہ کیا تم نے نہ جانا کہ مجھے اپنے باپ کے یہاں رہنا ضرور ہے - علاوہ بریں مسیح اِس بات پر تاکید کرتا تھا - کہ شریعت کا کاغذ پر ہی تقلبند رہنا اُسکی مدعا نہیں ہے - بلکہ ہمارے دلوں میں چشمہ کیطرح اُس کا جاری ہونا اور ہمارے دلوں کی تختی پر نقش فی الحجر ہونا ضروری



اِس لیے اُسکا زور اسبات پر تھا - کہ شریعت کی تکمیل کے لیے روحانی زندگی کا ہونا شرط ہی - تاکہ اُس کے ذریعے ہمارے اندرونی خصائل اور ارادے صاف ہوں - بظاہر شریعت ہمارے لیے ایک آئینہ ہی جو انسان کو اُسکی حقیقی حالت سے آشنا کرتی ہی - اُسی کے ذریعہ انسان اپنی گناہی حالت سے آگاہ ہوتا ہی - لہذا مسیح شریعت کا وکیل ہوکر یہہ ظاہر کرتا تھا - کہ ہماری اصل حالت اندرونی کیا ہی - اب درباب متی باب ۵ آیات ۳۸، ۳۹ موسوی شرع نے اُسی قدر محض سزا کی بتائی ہی - جس قدر جرم کی پاداش کیلیے ضرر رسیدہ کو ضرور تھا - بعض اہلِ یہود نے یہہ حاشیہ چڑھایا تھا - کہ موسوی شریعت نے ہر ایک کو جُدا جُدا انتقام لینے کی اجازت دیدی تھی - موسوی شرع کی منشا ور بارہ سزا یہہ تھی - کہ اندازہ سے بعید سزا جس میں بدرفتار اور بد استعمال انتقام لینے کی بو ہو - روکی جاوے - وہ شریعت ہر ایک کو جُدا جُدا انتقام لینے کی اجازت نہیں دیتی ہی - بلکہ اِس امر پر تاکید کرتی ہی - کہ آنکھ کے بدلے آنکھ وغیرہ یہہ ضروری نہیں تھا - کہ اِس کے حرفی معنی لیے جاویں - بلکہ شریعت کی مدعا اِس اصول کا قائم کرنا تھا - کہ جیسا جرم ویسی سزا - گو اہلِ یہود نے گاہ بگاہ اِسکے برعکس عمل کیا - اب ذاتی انتقام لینا کیا ہی - وہ یہہ ہی - کہ ایک نقصان کے بدلے ایسا ارادہ اور غیر معمولی جوش دل میں پیدا ہونا کہ جس سے نقصان پہنچانے والے کو نقصان پہنچایا جاوے - اب ایک تو بامحل اور باموقعہ معاوضہ ہی - اور دوسرا انسان کے دل میں بدرفتاری اور بداستعمالی کا جوش پیدا ہوتا ہی - جو اُس کو دائرہ انصاف سے نکال کر محض بے تحقیق اور بے تفتیش نقصان پہنچانے کے لیے آمادہ کرتا ہی - لہذا ایسا شخص جس کو نقصان پہنچا ہی - انتقام لینے کا مادہ نہیں رکھتا پس خدا فرماتا ہی - کہ انتقام لینا میرا کام ہی - وجہ یہہ کہ اُس میں بے جا غصہ کے علامات اور ارادے نہیں پائے جاتے بلکہ وہ صرف انصاف کو چاہتا ہی - اِسی طرح حکومت انتقام لینے کا مادہ رکھتی ہی - کیونکہ وہ اُس شخص کی بیجا بدرفتاری اور بداستعمالی میں شریک نہیں - اِس لیے انتقام لینا خدا اور مقررہ حکومت کا کام ہی - تاکہ بتوسط حکام انتظام اور راستی دنیا میں محفوظ رہے - جب نقصان پذیر آدمی حکومت کو اپنے ہی ہاتھ میں لیتا ہی - تو اُس میں تکبر اور بے جا آزادی کا پیچ پایا جاتا ہی - اور وہ عموماً عقل سے کام نہیں لیتا ہی - موسوی شریعت کی یہی غرض تھی - کہ انتقام لینے کے مدعاؤں میں انصاف اور راستی مدِّ نظر رہے - اِس لیے خدا نے انتقام لینا اپنے ہی ہاتھ میں رکھا ہی - دیکھو استثنا ۳۲/۳۵ انسان کو یہی نصیحت دی ہی - کہ بدلا لینے کے بجائے اپنے بھائیوں سے رنجیدہ خاطر مت ہو - احبار ۱۹/۱۸ انتقام لینے کی بجائے وہ انسان کو تاکید کرتا ہی - کہ غصہ کو جگہ مت دو بلکہ اُسکی ترقی اور نتائج کو روکو - مسیح نے اِسی شریعت کے اخلاقی معنوں کی یوں تکمیل کی ہی - کہ کل بیجا حاسدانہ خیالات اور اعمال کو جن کا نتیجہ بُرا ہو - ہرگز اپنے دل میں جگہ نہ دیویں - بلکہ ہم بُرائی کے عوض میں نیکی سے پیش آویں - مسیح کی شریعت فی الحقیقت شریعت محبت ہی - اور عملاً اُس کا نمونہ اُس کی اپنی زندگی میں یہہ تھا - کہ وہ گالیاں کھا کر گالیاں نہیں دیتا تھا - اُس کی شریعت ہماری ذاتی اور جُداگانہ چال چلن کی نسبت منسوب ہی - مگر عدالت کی طرف منسوب نہیں ہی - کیونکہ حکومت انصاف اور راستی اور انتظام طلب ہی اور اگر ان میں کچھ رخنہ اندازی واقع ہو - تو مسیحی کا کام ہی - کہ ترک مقابلہ اِس صورت پر کرے - کہ اولاً نقصان دہ اور ضرر رساں سے محبت اور پیار سے سلوک کرے - اور اگر وہ باز نہ آوے - تو پھر بھی خود انتقام نہ لیوے - بلکہ حکومت سے چارہ جوئی کرے - اور وہ انتقام لینا نہ ہوگا - بلکہ راستی اور انتظام اور انصاف کا حامی ہوگا - دیکھو پہلا پطرس کل باب - مسیح نے خود ایسا ہی کیا - دشمنوں کیلیے دعا کی - طمانچے کھائے - اور ظلم کی برداشت کی - پر ناراستوں کی ریاکاری کو بے دھڑک فاش کیا - کیونکہ ایسے لوگ مذہب کی آڑ میں ہوکر لوگوں کو دھوکا دیتے تھے - وہ زبان سے اپنے آپ کو راست باز قرار دیتے تھے - مگر اصلی کام شیطنت کے تھے - مسیح اور حضرت یوحنا دونوں نے اِسی لیے اُن کو سانپوں کی اولاد بتلایا - مرزاجی چند جہلا محمدیوں کی آنکھوں میں اپنی لغو تحریروں سے خاک ڈال چھوڑیں گے - مگر اہلِ نظر اور محقق اُن کے دام تزویر سے بچے رہیں گے + کسی آیت کی تشریح کے لیے اور خصوصاً ایسی آیت جو بطور حوالے کے مہدیتیں سے پیش کی گئی ہو ہم کو اُس آیت کے تعلق ہونے کی تواریخ اور موقع اور زمانے کو دیکھنا چاہیے - پس یہہ بات صریح ہی کہ یہودیوں نے جُداگانہ اپنے اپنے ہاتھ میں انتقام لینے کا اختیار لے لیا تھا - مسیح خداوند نے اِس شخصی انتقام کو روکا ہی - خود حفاظتی کا اصول امر دگر ہی مرزاجی نے ناحق اِس پر اپنا بغض فرمایا ہی مسیح خود جب اُس کا ابھی وقت نہیں آیا تھا اور جب یہودی پتھر لیکر اُس کو مارنے لگے تو ان کے درمیان میں سے نکل گیا - اب اگر اُس کا حکم خود حفاظتی کا مانع ہوتا تو وہ ہرگز ایسا نہ کرتا - مرزاجی کے اصول کے مطابق تو ہمارے بزرگ آتھم مرحوم صاحب کبھی کے اِس دنیا سے سدھارے ہوتے - کاشکہ مرزاجی اپنے گناہوں کا اقرار کرکے توبہ کے لائق پھل لاویں یہہ ہماری اُن کے لیے دعا ہی +

غور طلب

اگر میں آدمی یا فرشتوں کی زبانیں بولوں اور محبت نہ رکھوں تو میں ٹھنٹھناتا پیتل یا جھنجھناتی جھانجھ ہوں +

مراسلات

سٹوڈنٹ کانفرنس لاہور

اِس کانفرنس کا پہلا جلسہ ۲۵ فروری کی شام کو ﺷﻦ کالج ہال میں منعقد ہوا۔ سارا ہال سامعین سے بھر گیا تھا۔ لوقا کی انجیل کے گیارھویں باب میں سے چند آیتوں کے پڑھنے اور دعا مانگنے کے بعد پادری وہتی صاحب نے لاہور کے مشنریوں۔ طالبعلموں اور کالج کے پروفیسروں کی طرف سے سب کو جو بیرونجات سے کانفرنس میں شریک ہونیکے لئے تشریف لائے تھے مبارکباد دی اور کانفرنس کمیٹی کا شکریہ ادا کیا کہ اُس نے لاہور کو کانفرنس کے منعقد کرنیکے لئے انتخاب کیا اور فرمایا مناسب ہے کہ ایسے موقعوں پر جب ہم خُدا کے حضور جاتے ہیں تو مسیح کی طرف تاکتے رہیں۔

پادری اے۔ ایچ یوئنگ صاحب نے جو اِس وقت اِس جلسے کے میرمجلس تھے فرمایا کہ ہم اِن تین دنوں کا کیا استعمال کرینگے۔ خُدا ہم سے یہہ سُوال کرتا ہے "ہم کیا کرینگے" ہم یہاں کیوں آئے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کا منشا یہہ ہے کہ خُدا کو اچھا جواب دیویں۔ اِسلئے مناسب ہے کہ ہم صاف صاف سوچ لیویں۔ کہ ہم کیا چاہتے ہیں نہایت ضروری ہے کہ خُدا کی ملاقات اور اُس کی جلالی حضوری کے نظارے کو حاصل کرنیکی خواہش سے بھر کر ان جلسوں میں آویں اور خدا سے بڑی بڑی برکتوں کے پانیکی اُمید رکھیں۔ اُنہوں نے مسٹر راٹ صاحب کا ایک مقولہ سنایا جسکا مطلب یہہ تھا کہ اگر ہم ایسے جلسوں سے فائدہ اُٹھانا چاہتے ہیں تو چاہئے کہ خدا کو اُسکی بزرگی اور جلال کے لائق اپنے دلوں میں مناسب جگہہ دیویں اور فرمانبردار طبیعت کو آویں۔

ڈاکٹر لوکس صاحب نے فرمایا کہ جب ڈاکٹر کلارک صاحب جو کرسچن اینڈیور سوسائٹی کے میرمجلس ہیں افریقہ کو تشریف لیجانا چاہتے تھے تو فرمایا کہ میرے لئے دعا مانگو کہ خدا مجھکو اپنی برکت دیوے اور خاص پیغام بخشے۔ اِسی طرح ہم بھی اِن دنوں میں اپنے دلوں کو خدا کی طرف اُٹھائے رکھیں تاکہ وہ ہم کو کوئی ایسا پیغام دیوے جو اِس سے پہلے اُسنے نہ دیا ہو اور اپنے تئیں اِس طرح ہم پر ظاہر کرے کہ جسطرح اِس سے پہلے کبھی ظاہر نہیں کیا اور ہم اُسکی آواز کو سنیں اور پہچان بھی لیویں۔

اُنہوں نے یہہ بھی فرمایا کہ موسیٰ جب خدا سے پیغام حاصل کرتا تھا تو وہ ایک شرط پوری کیا کرتا تھا۔ جب وہ خُدا کے حضور جاتا تھا تو نقاب کو اپنے چہرے سے اُتار ڈالتا تھا۔ اسی طرح سے ضرور ہے کہ خدا کے حضور میں جانے اور اُس سے پیغام حاصل کرنیسے پیشتر ہم ہر ایک ایسی چیز کو جو ہمارے اور خُدا کے درمیان پردے کی مانند حائل ہو نکال دویں۔ ہم اپنے دلوں میں تلاش کریں اور دیکھیں کہ آیا ان میں کسی قسم کا ایسا پردہ تو موجود نہیں ہے جو ہمارے اور خدا کے درمیان حائل ہو رہا ہو بعض دفعہ ایسا۔ تاہم کہ چھوٹی چھوٹی چیزیں ہمارے دل میں موجود رہتی ہیں جو خود تو گناہ نہیں ہوتیں مگر تو بھی ہمیں خُدا کے حضور جانے اور اُس سے پیغام حاصل کرنے سے روکتی ہیں۔ مناسب ہے کہ ان چیزوں کو بھی الگ کر دیا جاوے شاید خدا ہم میں سے بعض کو اِن جلسوں میں دکھلا دیوے کہ فلان فلان روک تمہارے لئے دور ہو جانی چاہئے یا شاید ہم میں سے بعضوں کو اُنکے وہ گناہ دکھلائے جاویں جو کہ عادت کے باعث طبیعت ثانی بن گئے ہیں اور اِس باعث سے گناہ بھی معلوم نہیں ہوتے اگر ہم بے پردہ کئے ہوئے چہرے سے خدا کے حضور میں آویں اور بے پردگی ہوئی آنکھوں سے اُسے دیکھیں تو وہ ضرور ہمیں دکھلاوے گا کہ کون کونسی روک یا گناہ ہم میں موجود ہے اور طاقت بھی دیگا کہ ہم اُسکو دور کر سکیں۔ جتنا ہم روحانی زندگی میں آگے بڑھتے جاتے ہیں اُتنا ہی ہم کو ہماری روکیں اور گناہ نظر آتے جاتے ہیں اور ہم پولوس کی مانند زیادہ سے زیادہ مسیح اور اُسکے دکھوں کی حقیقت کو جاننا چاہتے ہیں۔

مسٹر اینڈریوز صاحب نے فرمایا کہ جس طرح سے مسیح نے پکڑوائے جانے سے پیشتر اپنے شاگردوں سے جو اُداس تھے کہا ہوا تھا۔ اِس طرح سے یہاں اگر کوئی اُداس یا غمگین ہو تو ہمارا خداوند یسوع مسیح اُس کو یہہ تسلی بخش پیغام دیتا ہے "اگر تم مجھے پیار کرتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو اور میں اپنے باپ سے درخواست کرونگا اور وہ تمہیں دوسرا تسلی دینیوالا بخشیگا کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے یعنے روح حق جسے دنیا حاصل نہیں کر سکتی کیونکہ اُسے نہ دیکھتی ہے اور نہ اُسے جانتی ہے لیکن تم اُسے جانتے ہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہتی ہے اور تم میں ہو رہیگی۔ میں تمہیں یتیم نہ چھوڑونگا میں تمہارے پاس پھر آؤنگا۔ اب تھوڑی دیر ہے کہ دنیا مجھے پھر نہ دیکھیگی۔ پر تم مجھے دیکھتے ہو اور اِسلئے کہ میں جیتا ہوں تم بھی جیوگے" اِس میں ہماری ساری زندگی کا سوتا موجود ہے اِسلئے کہ وہ جیتا ہے تم بھی جیوگے اگر ہم زندہ ہیں تو ہم کو کسی طرح کا خوف و خطرہ نہیں ہے نہ ہی ہمکو کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے جسطرح مسیح کی زندگی کو شیطان دنیا اور موت کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے۔ اُسمیں ہو کے ہم بھی ویسی ہی زندگی حاصل کرتے ہیں۔ وہ زندگی جو مسیح ہمکو بخشتا ہے وہ ہمارے دل کے جوش سے ظاہر نہیں ہوتی بلکہ ہماری زندگی میں ہے اُنہوں نے فرمایا کہ اگر چاہتے ہیں کہ ہم بھی مسیح کی آواز سنیں جس طرح سے کہ مسیح کے اُداس شاگردوں نے سنا تو چاہئے کہ اور ساری آوازوں سے اپنے دل کے کانوں کو بند کر لیں یعنے

(۱) نفسانی خواہش یعنے ضمیر کی آواز کو بند کر دیں۔ اِس کے بند کرنے کا سب سے بہتر طریقہ یہہ ہے کہ ہم اپنے گناہوں کا اقرار کریں۔

(۲) نکتہ چینی کی آواز کو اپنے کانوں تک نہ پہنچنے دیں۔

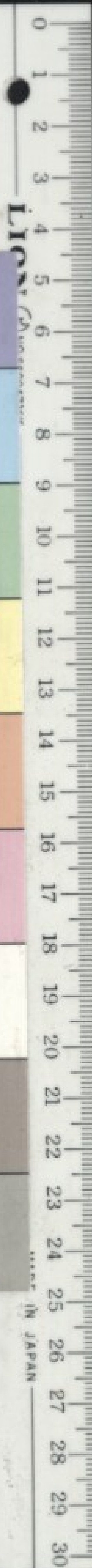
(۳) دوستوں کی آواز بھی نہ سنیں ممکن ہے کہ وہ خداوند کی آواز کے سننے میں حارج ہووے۔

(۴) دنیا کی آواز کی بھی پرواہ نہ کریں کہ وہ ہم کو کیا کہہ رہی ہے ہم اپنے پیارے منجی کی آواز کے سننے میں ایسے محو ہو جائیں کہ دنیا کی آواز ہمکو سنائی ہی نہ دے۔

(۵) تقریر کرنیوالوں کی بھی آواز وغیرہ کا خیال چھوڑ کر اپنے دل کے کانوں کو خدا کے کلام کے وسیلے سے خداوند کی آواز کے سننے کی طرف لگائے رکھیں۔

(۶) شیطان اور گناہ کی آواز کو بالکل اپنے دلوں کے کانوں تک پہنچنے نہ دو۔

مسٹر اینڈی نے فرمایا کہ میں سوچ رہا تھا کہ اگر خداوند مسیح



اُسوقت جسم کے ساتھ موجود ہوتا تو وہ ہم سے کیا کہتا۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ فرماتا کہ "میں پیاسا ہوں" اور پھر یہ کہ "اگر کوئی پیاسا ہو مجھ پاس آوے اور پیوے" عزیزو مسیح تمہارے لئے پیاسا ہے۔ جب خداوند نے شمعون کو کہا کہ کیا تو مجھکو پیار کرتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ شمعون کے لئے پیاسا تھا مسیح نے اُس کے لئے دعا مانگی تھی شیطان نے چاہا کہ تمہیں گیہوں کی طرح پھٹکے پر میں نے تیرے لئے دعا مانگی کہ تیرا ایمان جاتا نہ رہے۔ اسی طرح سے مسیح نے تمہارے لئے بھی دعا مانگی ہے اور مانگتا ہے۔ کیا تم اُسکی پیاس بجھانا نہیں چاہتے ہو وہ تمہارے دلوں میں رہنے اور اُنپر پورے طور سے قابض ہونے کے لئے پیاسا ہے۔ وہ تمہاری زندگیوں سے اپنا جلال ظاہر کرانے کا پیاسا ہے کیا تم اُسکی پیاس نہیں بجھاؤ گے اور یہ دُعا نہیں مانگو گے کہ وہ ایمان کے وسیلے سے تم میں بسے وہ چیز جو ہم کو برکتوں کے حاصل کرنے سے روکتی ہے گناہ ہے کہ جسکو ہم اپنے دلوں میں پالتے اور چھپا رکھتے ہیں۔ عکن نے لالچ میں پھنس کر ان چیزوں کو جنکو لینا اُسے واجب نہ تھا اپنے خیمہ میں چھپا رکھا تھا۔ کیا اسی طرح تم نے کسی چیز کو اپنے دل میں تو چھپا نہیں رکھا ہے۔ مسیح پیاسا ہے ہم اُسکے پاس آکر اور اپنے تئیں پورے طور سے اُسکے حوالے کر کے اُسکی پیاس بجھاویں اور اُسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہمارے اندر سے زندہ پانی کی ندیاں جاری ہونگی اور ہم اوروں کو سیراب کرینگے " وہ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے اُسکے بدن سے جیسا کتاب کہتی ہے جیتے پانی کی ندیاں جاری ہونگی" اس بات کے ثبوت کے لئے کہ کس طرح سے ناچیز اور گناہ آلودہ انسان کو خداوند اپنے ہاتھ میں لیکر اوروں کے لئے زندہ پانی کا سوتا بنا لیتا ہے چین کے ایک مسیحی کا حال سناتا ہوں کہ جسکو مختصر طور سے ہم یہاں درج کرتے ہیں۔ ایک دفعہ چین میں ایک واعظ انجیل کی منادی کر رہے تھے۔ ایک چینی کہ جس کی عمر پچاس برس کے قریب ہوگی وہاں آگیا واعظ نے اثنائے وعظ میں فرمایا کہ "یسوع مسیح سارے گناہوں سے بچاتا ہے" وعظ کے بعد اُس چینی نے یہ جانکر کہ شاید مَیں نے واعظ کی بات سمجھنے میں غلطی کی ہے دریافت کیا کہ کیا آپکا یہ مطلب تھا کہ "یسوع مسیح سارے گناہوں سے بچاتا ہے" واعظ نے کہا ہاں میں نے ایسا ہی کہا ہے چینی نے کہا کہ اگر تم مجھکو جانتے کہ میں کیسا گنہگار ہوں تو تم یہہ کبھی نہ کہتے میں پندرہ برس سے افیون کھاتا ہوں جوا کھیلتا اور دیگر بری مکروہ برائیوں میں مبتلا ہوں واعظ نے کہا کہ مجھکو بھی یسوع مسیح سارے گناہوں سے بچاتا ہے۔ اُسوقت وہ چلا گیا مگر بعد اُسکے کبھی کبھی واعظ کے پاس خدا کی کلام کو سننے کیلئے آتا رہا کچھ دنوں کے بعد ایک روز آکر اُسنے کہا کہ اب میں نے اپنے تجربے سے جان لیا ہے کہ یسوع مسیح سچ مچ سارے گناہوں سے بچاتا ہے واعظ نے پوچھا کیا تم نے افیون کھانا چھوڑ دیا ہے اُسنے کہا ہاں صاحب میں اب اُسکو چھونا بھی نہیں چاہتا اُسکے بعد اُسنے بپتسما پایا اور اپنے قصبے میں چلا گیا تاکہ اُنھ لوگوں کو بھی اس بات کی خبر دیوے کہ یسوع مسیح سارے گناہوں سے بچاتا ہے۔ اُن دنوں میں اُس علاقے میں بڑا فساد ہو رہا تھا۔ مگر اُسنے اُسکی پرواہ نہیں کی اور جا کر یہہ خوشخبری دینی شروع کی کہ یسوع مسیح سارے گناہوں سے بچاتا ہے۔ لوگوں نے ناراض ہو کر اُسے پتھروں سے ایسا مارا کہ وہ بیہوش ہو گیا مگر جب اُسکو ہوش آیا تو پھر کہنا شروع کیا کہ یسوع مسیح سارے گناہوں سے بچاتا ہے۔ جب اس طرح سے بھی باز نہ آیا تو لوگوں نے جھوٹے الزام لگا کر ایک ظالم اور سخت مزاج حاکم کے سامنے اُسکو پیش کیا کہ جس نے اُسکو اسقدر بید لگوائے کہ اُسکے بچنے کی اُمید جاتی رہی۔ جب اُسکو ہوش آیا تو اُسنے کہا کہ اگرچہ میرے بدن میں بہت درد ہو رہا ہے مگر میرا دل پوری سلامتی کی حالت میں ہے میں خداوند کے پاس جانے کو خوش ہوں۔ ایک روز اُس نے کہا کہ اگر میں تندرست ہو جاؤں تو کیا تم مجھکو اجازت دو گے کہ اپنے قصبے میں جا کر پھر انجیل کی خوشخبری دوں خدا کے فضل سے وہ کچھ تندرست ہونے لگا۔ ایک روز جبکہ وہ ابھی پورے طور سے تندرست نہیں ہوا تھا بغیر اطلاع دینے کے اپنے گاؤں کو چلا گیا اور وہاں جا کر انجیل کی خوشخبری دینے لگا۔ اُسکی محنت کا نتیجہ یہہ ہوا کہ چھ سو آدمی مسیحی ہو گئے اور اُن میں سے بیس مناد ہوئے اور ان بیسوں میں دو اُس کے اپنے بیٹے بھی تھے ۔

(ملخص از حاضرین)

ہندوستان کا چراغ

اے عروس عالم۔ اگر تو مجھ سے پوچھے۔ کہ میں تجھکو چراغ سے کیوں تشبیہ دیتا ہوں۔ تو مجھکو اس سوال کے جواب دینے کیواسطے اور تیرا جی ٹھنڈا کرنے کے واسطے نوح کی تواریخ چھوڑ۔ آدم کی تواریخ کھولنی پڑتی ہے۔ وہاں سے تیرے واسطے جواب ملتا ہے۔ اب تو کان دھر۔ غور سے سُن اور حیران مت ہو۔ خدا نے آدم کے واسطے باغ عدن جہاں لگایا تھا۔ تیری سطح زمین بھی اُسکے ساتھ لگی ہوئی تھی۔ اور اُس باغ کی خوشبو سے تیرا بھی دماغ معطر تھا۔ لیکن جب آدم نے نافرمانبرداری کی اور زمین لعنتی ہوئی۔ تو وہ لعنت تجھ پر بھی پڑی۔ اگر تو آفتاب یا مہتاب کا ٹکڑا ہوتی۔ تو اس لعنت سے بچ جاتی۔ مگر افسوس تو زمین تھی۔ اور دیگر حیف و افسوس یہہ کہ ابھی تو شیر خوار تھی۔ جبکہ تجھکو یہہ زخم لگا۔ پر آفرین ہے تجھپر تو نے زخم کو برداشت کرلیا۔ اُس زمانہ کی خوشی و لطف سے تو خود آگاہ ہوگی جبکہ تیرے پھل پھول سونگھنے اور کھانیکے واسطے پرندے باغ عدن سے تیری طرف رُخ کرکے اُڑے ہوں گے۔ گائے۔ بیل ہاتھی شیر۔ چیتے۔ وغیرہ تیرے درختوں کے سائے میں بیٹھنے کیواسطے اسی طرف سے کودے ہوں گے۔ اور بنی آدم تجھپر اور تیری رعیت پر حکومت کرنے کیواسطے اُدھر ہی سے چلے ہوں گے۔ ابھی تیرا یہہ زخم بھرا ہی نہ تھا کہ تجھکو دوسرا زخم لگا لیکن چونکہ اب تو کچھ جوان تھی۔ تو نے اس زخم کو بہت برداشت کیا۔ یہہ زخم طوفان تھا۔ ہائے افسوس طوفان نے تجھپر ذرا بھی ترس نہ کھایا۔ تیرے اس زرخیز باغ کو بہا لے گیا۔ آفرین تیری آنکھوں پر۔ کہ تو باوجودیکہ سیل پانی کے نیچے ڈوبی ہوئی تھی۔ لیکن پھر بھی تیری آنکھوں کی بینائی کم نہ ہوئی۔ تو نے بہت ہی فاصلے سے نوح کی کشتی کو تیرتے ہوئے دیکھ ہی لیا۔ آہا اُسوقت کی خوشی جو تجھے ہوئی ہوگی۔ اُسکو کون بیان کرے تو نے مصمم ارادہ کرلیا ہوگا۔ کہ اب میں اپنے آپ کو آگے سے

زیادہ آراستہ کروں گی۔ اور تو نے اُسکو پورا کیا۔ کہ تو نے طوفان میں بہتے ہوئے ہر ایک قسم کے بیج اور تخم کو بڑی مضبوطی سے پکڑ لیا۔ گو وے تیرے پنجے سے نکلا چاہتے تھے مگر تو نے نہ ہی چھوڑا۔ جب طوفان کا پانی تجھکو غسل کرا کے چلا گیا۔ اور تو نے اپنے جسم کو خوب پونچھ لیا۔ تو ان بیجوں کو اپنے باغ میں بونا شروع کیا۔ اور پھر تیرا باغ وہ لہلہایا۔ اور ہر قسم کے درخت پھل پھول لگا لایا۔ کہ اگر تو ان بیجوں کے واسطے باغ عدن کے پاس جا کر منت وسماجت کرتی۔ اور اُسکے پاؤں پڑتی تو بھی وہ تجھکو اس قسم کے درختوں وپھولوں کے بیج نہ دیتا جیسا کہ اب تو نے اپنے باغ میں لگایا تھا۔ تیرے باغ کی خوشبو کو سونگھ کر چرند پرند۔ درند اور آدمی تیرے باغ میں سیر کرنے کو واسطے نوح کی کشتی کی طرف سے دوڑے۔ اور ان کو دیکھکر تو پھر بحال ہو گئی۔ جب شینار کے میدان میں برج بنایا جاتا تھا تو نے انکی نادانی معلوم کری۔ اور اپنے دانتوں سے ہنسکر پھول گرا دیئے مگر افسوس تجھپر کہ تو اپنی خوشی میں اسقدر غرق ہو گئی کہ اپنے خالق کو بھول گئی۔ لیکن تیرا خالق تجھکو نہیں بھولا۔ اُس نے تجھکو یاد رکھا۔ اور تجھکو بہت برکت دی انسان۔ حیوان۔ پرند۔ چرند۔ درند۔ سونا۔ چاندی۔ لوہا۔ تانبا۔ پیتل سے تجھکو بھرپور کیا۔ اور ساتھ ہی تجھ میں ہیرا۔ لعل۔ یاقوت۔ نیلم۔ زمرد۔ پکھراج۔ لاجوردی یشم۔ سنگ مرمر۔ سنگ موسٰی۔ سنگ ستارہ۔ وغیرہ رکھے اور تیرا نام تمام روئے زمین پر مشہور ہوا۔ غالباً سلیمان بادشاہ کے جہاز تیرے ساحلوں کی سیر کر گئے اور تیری پیداوار کو لیکر واپس چلے گئے۔ گو تو اس طرح سے آراستہ پیراستہ اور مشہور تھی۔ تاہم تجھ میں ایک بات کی کمی تھی۔ وہ کیا کمی تھی۔ وہ کمی یہہ تھی کہ تجھ میں حقیقی چراغ نہ جلتا تھا۔ تیرے پاس چراغ کی جگہ موجود تھی۔ کہ ایک بڑا چراغ رکھا جاوے جسکی روشنی سے تیرے سب رہنے والے جو چھوٹے چھوٹے چراغوں کی مانند تھے۔ منور ہو جاویں۔ مگر کسی میں طاقت نہ ہوئی۔ کہ اُس چراغ کو لا دے۔ اور تجھکو اور تیرے دیگر خورد چراغوں کو منور کرے بدھ اُٹھا۔ کہ تجھ میں چراغ حقیقی رکھے مگر نہ رکھہ سکا۔ پھر شو

وشن۔ کرشن۔ مہادیو۔ رام چندر وغیرہ اُٹھے۔ کہ تجھ میں اُس چراغ کو رکھیں۔ وہ سب بھی گذر گئے۔ اور ناکامیاب ہوئے۔ ان کے بعد محمود اپنے لشکر کے ساتھہ چڑھائی کر کے آیا۔ چاہا کہ زور تیغ سے تجھ میں اُس چراغ کو رکھے مگر وہ بھی ناکامیاب ہوا۔ غرضیکہ تجھ میں بہت اُٹھے۔ اور بہتوں نے سر پٹک مارا۔ کہ تجھ میں چراغ حقیقی کو رکھیں۔ مگر کوئی بھی وہاں تک نہ پہنچ سکا۔ یہاں تک زمانہ گذرا۔ کہ تیرا خالق خود روئے زمین پر انسانی روپ لیکر آیا۔ اُسوقت تجھکو بہت ہی خوشی ہوئی ہوگی۔ کہ چراغ کے رکھنے والا دنیا میں خود آگیا ہی۔ لیکن تجھکو کیا بے چینی ہوئی ہوگی۔ جبکہ تو نے دیکھا ہوگا۔ کہ چراغ کا رکھنے والا پہلے اپنے ہی لوگوں کے بیچ میں چراغ روشن کر رہا ہی۔ اور تیری کچھ پرواہ نہیں کرتا ہی افسوس ہی تجھپر اگر تو نے یہہ خیال کیا ہوگا۔ تیرا خالق جب صلیب پر ٹانگا گیا۔ اس نے تجھپر بھی نظر کی اور ترس کھایا۔ کہ تو اندھیرے میں بیٹھی ہی اور اپنے وقت معین پر تجھ میں بھی چراغ رکھنا اسکو منظور تھا۔ اور دیکھ لے تجھ میں بھی اُس نے اُس چراغ کو منور کیا جس کے واسطے تجھ میں کتنے اُٹھے تھے۔ کہ اُس حقیقی چراغ کو رکھیں۔ اور جب تو نے اپنی گردن اُٹھا کر پولوس رسول کو دیکھا ہوگا کہ کس سرگرمی سے حقیقی چراغ کو جابجا روشن کرنے کے واسطے سفر کر رہا ہی۔ تو تو بھی یہہ دُعا کرتی ہوگی۔ کہ یا خدایا ایسی ہوا چلا۔ کہ پولوس رسول جس کشتی میں بیٹھا ہوا ہے۔ وہ کشتی اس ہوا کے زور سے میرے ساحلوں پر آ لگے۔ مگر تیری یہہ دعائیں خدا کے حضور میں پہنچی ہوئیں تھیں اور خدا کو یہہ منظور تھا۔ کہ تجھ میں وہ چراغ اس صدی کے شروع میں رکھا جاوے جسکے لئے تو ایسی خواہش مند تھی۔ جب اس صدی کے شروع میں خدا کے بندے کلام الٰہی کے ساتھہ تیرے باغ میں آئے۔ تو اُس چراغ کو تجھ میں رکھہ دیا۔ جس کے رکھنے کے واسطے آگے بہت سر پٹک چکے تھے۔ ایک سو برس کے عرصے میں تیرے چراغ نے بہت ترقی کی ہی کہ اُسکی روشنی جابجا پھیل گئی ہی اُتر۔ دکن۔ پورب پچھم میں دیکھ لے کہ تجھ میں بیشمار چراغ

حقیقی چراغ سے روشنی پا پاکر جگمگ جگمگ کر رہے ہیں ہر ایک بیکی تجھ میں ایک ایک چراغ ہے اور تیرا حقیقی چراغ۔ جس کے رکھنے کے واسطے بہت اُٹھے تھے۔ وہ مسیحی مذہب ہی جو کہ حیات ابدی کے راستے کو روشن کرتا ہی۔ لیکن جیسی روشنی تجھکو حاصل کرنی چاہئے ویسی ابھی نہیں ہوئی ہی۔ جابجا تجھ میں چھوٹے چراغ بیشمار ہیں اے عروس عالم۔ جلد اُٹھ۔ کس خواب غفلت میں پڑی ہوئی ہی اپنے حقیقی چراغ کی روشنی کو تیز کر تا کہ حیات ابدی کا راستہ سب کو دکھائی دیوے ۔

اے راقم۔ ذرا اپنی قلم کو لکھنے سے ٹھہرا۔ اور میری بھی تو ایک دو باتیں سن لے تا کہ میں بھی ہوں۔ یا نہیں۔ فرما عروس عالم۔ بسروچشم مجھکو منظور ہے۔ کہ تیری باتوں کو سنوں۔ اے راقم۔ اب تو غور سے سن۔ میں اپنی تواریخ کو بخوبی جانتی ہوں۔ اور جو کہتا ہی سب برحق ہی۔ لیکن یہہ جو تو کہتا ہی کہ جلد اُٹھ اور خواب غفلت کو چھوڑ۔ اور اپنے حقیقی چراغ کی روشنی کو تیز کر۔ تا کہ حیات ابدی کا راستہ سب کو دکھائی دیوے۔ یہہ تو ایک طرح سے ٹھیک نہیں کہتا ہی۔ اول تو میں خواب غفلت میں نہیں پڑی ہوں میں تو چاہتی ہوں۔ کہ جلد میرے چھوٹے چراغ اپنے تیلوں اور بتیوں کو بدل ڈالیں۔ اور حقیقی چراغ سے نیا تیل اور بتی لیکر یہہ بھی ہر مسیحی کی مانند جگمگ جگمگ روشن ہو جاویں۔ لیکن ذرا سوچ کہ ان چھوٹے چراغوں میں جو تین وچار ہزار برس سے مختلف قسم کے تیل پڑتے چلے آئے ہیں۔ کیونکر وے ان تیلوں کی بو کو اپنے میں سے ایک دفعہ ہی نکال دیں۔ کیا تجھکو خبر نہیں ہے کہ جس قسم کے چھوٹے مختلف چراغ مجھ میں ہیں۔ کیا روئے زمین اور کسی ٹکڑے میں اس قسم کے چراغ ہیں۔ اگر ہیں تو مجھکو بتا کہ میں بھی اُنکو سلام کر آؤں۔ اب تو سن اور لکھ کہ مجھ میں کس کس قسم کے چراغ۔ کس کس تیل سے بھرے ہوئے ٹمٹما رہے ہیں۔ ایک قسم بُدھ کے مذہب سے تیل لیکر ٹمٹما رہا ہی۔ دوسری قسم شو سے۔ تیسری قسم کرشن سے۔ چوتھی وشن سے۔ پانچویں مہادیو سے۔ چھٹی رام چندر سے۔ ساتویں گنگا سے۔ آٹھویں



نویں تم سے ۔ دسویں آگ سے ۔ گیارھویں سورج سے بارھویں چاند سے ۔ تیرھویں ۔ پرندوں سے ۔ چودھویں حیوانوں سے ۔ پندرھویں قبروں سے ۔ سولھویں قلندروں سے وغیرہ ۔ میں تجھکو کتنی قسم بتاؤں ۔ یہہ تو بیشمار ہیں ۔ تو سنتے اور لکھتے ہوئے تھک جاویگا ۔ مگر یہہ نہ ختم ہونگی ۔ کتنے فیلسوف ۔ اولیا نجومی ۔ سادی قلندر اُٹھے ہیں جو کہ ساری روئے زمین پر روشن ہیں انکے تیل میرے جھوٹے چراغوں میں پڑے ہیں ۔ اور انکو صاف کرنے کے واسطے ایک مدت چاہئے ۔ اور اُنہوں نے میرے رنج و غم کو اسقدر بڑھا دیا کہ میں اپنا سارا وقت آہ و گریہ زاری میں گذارتی ہوں ۔ وہ تیم انہی کے سبب سے میں ازل سے لیکر ابتک دوسروں کی غلامی کرتی چلی آئی ہوں ۔ اور میں جانتی ہوں ۔ کہ خدا جب وہ دن لاوے گا کہ میرے حقیقی چراغ سے سب چراغ منوّر ہو جاویں گے تب میں اِس غلامی سے رہائی پاؤں گی ۔ اور آزاد ہو جاؤں گی ۔ گو یہہ حقیقی چراغ روشن ہو گیا ہے ۔ اور دوسروں نے اب تک اچھی طرح سے روشنی نہیں پائی ہے ۔ تو مت گھبرا خدا انکو بھی جلد روشن کر دیگا ۔ اے راقم اب بتلا میں سچی ہوں یا نہیں ۔ بیشک عروس عالم ۔ تو سچی ہے ۔ تو چاہتی ہے کہ تیرے حقیقی چراغ سے باقی سب چراغ بھی منوّر ہو جاویں ۔ اب راقم بھی تجھکو دعا دیتا ہے ۔ کہ خدا جلد وہ دن لاوے ۔ کہ تو جو تثلیث کا ٹکڑا ہے ۔ تجھ میں سب جگہ تثلیث کی پرستش ہووے ۔ باپ ۔ بیٹے ۔ روح القدس ۔ کے تیل سے تیرے سب چراغ منوّر ہو جاویں ۔ اور تو بھی یروشلم کی مانند اپنے خالق کی عروس بنے آمین ✦

الراقم تہمتن ۔ بمنیا از بشپس کالج کلکتہ

پنڈت لیکھ راج کا مارا جانا

یہہ پنڈت آریہ سماج کا مشہور مناد تھا ۔ گذرے سنیچر کے روز پنڈت موصوف کو لاہور میں ایک شخص نے جو اُنکے پاس دینیات میں گفتگو کرنیکے لئے آیا کرتا تھا قریب ساڑھے چھ بجے شام کے جب وہ دونوں بیٹھے ہوئے تھا ایک بڑے چھرے سے اُنکے پیٹ پر زخم کاری لگایا ۔ پنڈت کی ماں اور بیوی نے اُس کو پکڑ لینے کی کوشش کی مگر وہ اُن کے ہاتھ

واقعات اور رائیں

اجمیری دیانندیوں کا سالیانہ اُتسب

حضرات یوں تو ان نئی روشنی والوں کے جلسے وقتاً فوقتاً ہوا ہی کرتے ہیں لیکن " سالیانہ اُتسب " بڑی دھوم دھام کے ساتھ ہوتا ہے ۔ مورخہ ۲۸ فروری ۱۸۹۷ء کو ان لوگوں نے جیسا کچھ جوش دکھلایا اُسکے لئے اتنا کہدینا کافی ہوگا کہ اجمیر میں ایک ہلچل مچگیا گویا کہ بے وقت قیامت آگئی ۔ ہمارے دیانندی صاحبان تمام طلبا دیانندی سکول کو ایک ہی قسم کی وردی پہنا کے اور ساتھ اُنکے یہہ طرہ سمجھئے کہ معلموں کی بھی خاص پوشاک تھی واقعی ان لوگوں کی پوشاک سے ہر انسان خیال کرتا تھا کہ ان میں کچھہ روحانیت ہے لیکن یہہ حضرات بقول شخصے ڈھول کے پول ہی کے مصداق تھے ۔ یہہ لوگ ہندوستانی باجا گاتے بجاتے ایسے معلوم ہوتے تھے گویا کہ ملازیو کے اُستاد ہیں ۔ ابھی بابا ہم کو ایک بات پر بڑی ہنسی آتی ہے وہ یہہ ہے ۔ کہ آگے ان لوگوں میں انگریزی بینڈ بجتا تھا ۔ اور پیچھے ویدک کٹوری ۔ علاوہ ازیں بجائے سنسکرت غزلیات کے اُردو فارسی غزلوں کو ریت کرتے تھے ۔ اس سے عوام یہی کہتے تھے ۔ کہ یہہ بیچارے دیانندی مرثیا پڑھتے جاتے ہیں ۔ ان کے درمیان ایک پنڈت مسمّی ہری رام صاحب جو کہ اپنے تئیں سپورہند کہتا ہے اُتسب کے روبرو چلا جا رہا باندھے خوب بپھرتا تھا ۔ جہلا نے بیہہ مشہور کر دیا کہ یہہ اُن کا عیسائی بورڈنگ ہوس کا ہے اور آج ہی دیانندی ہوا ہے ۔ واہ ری عقل ۔ اس سال کے سالیانہ اُتسب میں ان لوگوں کی دال اچھی طرح نہ گلی ۔ بابا دال تو اُس وقت گل سکتی ہے جب کچھ کر کے دکھاویں ۔ اے عزیز دیانندی صاحبان ہم نے آپ سے دشمنی نہیں بلکہ ہم آپکی بہتری کے لئے شب و روز اپنی قلم کو حرکت دیتے رہتے ہیں کہ کسی طرح آپ راہ راست پر آجاویں اور آب حیات حاصل کریں ✦

(نامہ نگار)

مذہبی عالمگیر کانگریس کے جلسے

مجوزہ عالیجناب مولانا مولوی سید نصرت علی صاحب مالک " نصرت الاخبار " یہی کانگریس عنوان بالا کا جیسا کچھ شور اس شہر اجمیر میں ہے شاید ہی ہند کے کسی دیگر شہر میں ہووے اس کانگریس کی نسبت ہم ایک لمبا آرٹیکل اخبار ہذا کے لئے روانہ کر چکے ہیں لیکن معلوم نہیں بوجہ غفلت ملازمان ڈاک یا عدم گنجائش اخبار ہذا میں درج نہ ہو سکا اسوقت ہم کو مجبوراً پھر لکھنا پڑتا ہے فی الحال یہاں مسیحیوں میں دو فریق ہو رہے ہیں ۔ ایک فریق تو کانگریس کا حامی ۔ اور فریق ثانی مخالف ۔ ہفتہ عشرہ میں ہم سے خاص طور پر درخواست کی گئی ۔ کہ ان مسیحی علما کے خیالات و رائے لینا چاہئے جو کہ اہل اسلام سے عیسائی ہوئے ہیں ہمیں اُمید واثق ہے کہ مسیحی علما اپنی زرین رائے سے بہت جلد یاد فرماوینگے

(نامہ نگار)

جناب ایڈیٹر صاحب

تسلیم ۔ گزارش یہہ ہے کہ مضمون ذیل کو عنایت فرما کر نمبر اخبار نور افشاں میں درج فرمائیے ۔ کہ از جانب مجموعہ مسیحیان شاہجہانپور ایک جلسہ بمقام لودی پور بتاریخ ۸ مارچ ۱۸۹۷ء وقت ۴ بجے شام کے اس غرض سے فراہم ہوا کہ آئندہ جشن شصت سالہ ملکہ معظمہ قیصر ہند میں کیا کیا تیاریاں ہونا چاہیئے ✦

قبل جلسہ کے گیت گایا گیا اور چند آیات انجیل یعنے خدا کے کلام پاک میں سے پڑھی گئیں اور دعا مانگی گئی بعد ازاں کارروائی جلسہ شروع ہوئی جس میں ۔ پادری جی ۔ ڈی ۔ پریسگریو صاحب حسب قاعدہ ووٹ میر مجلس منتخب ہوئے اور ہیڈ ماسٹر مشن سکول سکرٹری مقرر ہوئے ۔ اور بعد ازاں چند رزولیوشن پاس ہوئے کارروائی جلسہ بڑی دھوم دھام سے عمل میں آئی ۔ اور بعد دعا مانگنے کے جلسہ برخاست ہوا ۔

(راقم ایک حاضرین جلسہ)

نکلگئے پولیس نے ڈونڈی اور اشتہاروں سے اشتہار دیا ہے جو کوئی اس قاتل کو گرفتار کریگا اسکو ایک ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا ✦

ملکوں اور شہروں کی مختصر خبریں

لنڈن مارچ ۶۔ ترکیہ کے غیر ممالک کے امیر البحروں نے مکر ہسباب کا انکار کیا ہو کہ ہم ترکوں کی حفاظت یونانیوں کے برخلاف نہیں کرتے ہیں مگر یہہ کہا ہو کہ ہم صرف خونریزی کو روکنے کے درپے ہیں ؎

ایک دوسرا مراسلہ سلطان روم کے پاس ارسال کیا گیا ہو جس میں سلطان روم سے طلب کیا گیا ہو کہ وہ ترکی فوج کو کریٹ کے اندرونی حصہ سے نکالکر بڑے بڑے شہروں میں رکھے اور کر آخر کو ایک چھوٹا سا دستہ فوج کا گورنر کی حفاظت کے لئے رہیگا ؎

یونان نے ترکی کو خبر دی ہو کہ وہ اپنی فوج کو سیڈونیا کی حد سے ہٹا لینے کو تیار ہو۔ اگر ترکی بھی ایسا ہی کرے ؎

لنڈن مارچ ۸۔ یہہ خیال کیا جاتا ہو کہ یونان طاقتہائے یورپ کے مجموعی مراسلہ کا جواب کل دیگا اور اپنی بحری اور بری فوج کو کریٹ سے واپس کرنے سے انکار کرے گا اس دلیل پر کہ ایسا کرنے سے خونریزی اور لوٹ جاری ہوگی ؎

قسطنطنیہ۔ سلطان روم نے طاقتہائے یورپ کے مجموعی خط کا جواب دیدیا ہے اور بنیادی طور پر اُس خط کی تجویزوں کو منظور کرتا ہو مگر یہہ چاہتا ہو کہ کریٹ کی مجوزہ خود مختاری کی تفصیلوں پر بحث کیجاوے ؎

لندن مارچ ۸۔ غیر ممالک کے امیر البحروں نے یونان پر زور ڈالنے کے لئے ایک نقشہ تیار کیا ہو جسمیں پیریس اور کریٹ کے ساحلوں کا محاصرہ اور یونانی جنگی جہازوں کی جو حکم عدولی کریں گرفتاری شامل ہو ؎

رپورٹ کیجاتی ہو کہ یونانی لوگ سیڈونیا میں ریل کی سڑک کاٹ رہے ہیں ؎

آج رات کی خبر ہے کہ مجموعی مراسلہ کے جواب میں جو یونان نے لکھا ہو اُس سے فیصلہ کا دروازہ کھُل گیا ہے ؎

پیرس مارچ ۸۔ ایم ہانوتو نے وکلا کی مجلس سے وعدہ کیا ہو کہ بغیر اس مجلس کے صلاح لینے کے کوئی عمل درآمد یونان پر زور ڈالنے کا نہیں کیا جاویگا ؎

کراچی مارچ ۸۔ ۶ تاریخ کی دوپہر تک ۳۵ واردات اور ۲۷ اموات ہوئی ہیں ؎

اگرچہ ابتک ہندو اور مسلمانوں میں سوائے تین شخصوں کے یہہ اموات ہوئی ہیں مگر ۶ تاریخ ۲ موتیں عیسائیوں میں ہوئی ہیں جنمیں سے ایک گوآنی تھا اور دوسرا مدراسی ؎

بمبئی مارچ ۹۔ اتوار کے دن ۱۰۴ واردات اور ۸۱ اموات وبا سے ہوئیں ؎

لنڈن مارچ ۹۔ مجموعی خط کا جواب جو یونان نے دیا ہے طاقتہائے یورپ کے پیش کیا گیا ہو۔ اسمیں تقاضا کیا گیا ہو کہ طاقتہائے کریٹ کی خود مختاری پر زور نہ دیں کیونکہ یہہ بدانتظامی اور جنون کو روکنے کے بالکل کافی نہیں ہو لیکن زیادہ مناسب ہو کہ کریٹ یونان کو پھر دیا جاوے ؎

اسمیں یہہ بھی لکھا ہو کہ یونان اپنی فوج کو کریٹ سے نہیں نکال سکتا ہے اور کریٹیوں کو مسلمانو نکے حوالے نہیں کر سکتا لیکن یونان کے جنگی جہازوں کا ایک حصہ واپس کر لیا جاویگا اس جواب میں اپیل کی گئی ہو کہ طاقتہائے یورپ کریٹیوں کو اپنی گورنمنٹ میں ضروری اصلاحوں کا فیصلہ کرنے دے ؎

غیر ملک کے امیر البحروں نے یونان کے وایس کانسل کو اشتہار دیا ہے کہ مقام کنیا میں جسقدر اخبار نویس اور اور یونانی رعیت ہیں چاہئے کہ اُس جزیرہ کو چھوڑ کر چلے جاویں ؎

لنڈن مارچ ۱۰۔ گریٹ برٹن یونان کے اُس جواب سے جو اُس نے مجموعی مراسلہ کے بارہ میں دیا ہے راضی نہیں ہو ؎

وہ ضروری سمجھتا ہو کہ یونانی فوج کریٹ کو خالی کر دیویں اور خاصکر کے اس غرض سے کہ کنیا کے گرد و نواح میں عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان پھر لڑائی نہو وے

لنڈن مارچ ۱۰۔ ہوس آف کامنس میں لارڈ ہملٹن نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ میرے خیال میں قحط کے امدادی انتظام کافی ہیں اور خوب چل رہے ہیں انہوں نے کہا کہ موجودہ قحط جیسی مصیبت کا آنا اور مرگ نہ بڑھنا ناممکن ہے ؎

کراچی مارچ ۹۔ ۸ تاریخ ۷ ۳ واردات اور ۵ ۳ ۔ اموات ؎

بمبئی مارچ ۱۰۔ کل ۸۶ واردات اور اموات کی رپورٹ ہوئی ہو ؎

اجمیر راجپوتانہ مالوہ ٹائمس کا لائیبل کیس خوب رنگ دکھلا رہا ہو۔ وزیر اعظم جیپور کے گواہوں کی عدالت میں سٹی پلید ہوئی۔ شاہدوں کو عدالت میں جانا عزت گنوانا ہو

قیصر گنج اجمیر ایک فادرین صاحب بل کا روپیہ ادا کرنیکی وجہ سے سخت شرمندگی اٹھا رہے ہیں۔ واقعی ایسے ہی لوگ مسیح مصلوب کی بدنامی کا باعث ہوتے ہیں افسوس ایسے لوگوں کو وہ قول یاد نہیں آتا کہ "آپس کی محبت کے سوا کسیکے قرضدار نہ ہو" ؎

سید مولوی محمد سراج الدین صاحب مدرس فورڈم سکول اجمیر نقاشی کے کام میں اضلاع راجپوتانہ میں اپنا ثانی نہیں رکھتے ہیں۔ آپ مسیحیوں کے واسطے سنہلی عبارتیں لکھ لکھ کے نذر کرتے ہیں۔ ہمارے دیگر اہل اسلام برادران کو آپکے نیک نمونہ پر چلنا چاہئے ؎

ایک الوری اقبال قمار بازی میں ؏۵۰ ہار گیا۔ اب سر پر ہاتھ رکھکے روتا ہو۔ شرم شرم شرم ؎

مضامین مفید المبتدین

میرے پیارے لڑکو اور لڑکیو

میں سمجھتی ہوں کہ تم اِس ہفتے ایک کہانی سُننا پسند کروگے۔ میں ایک لڑکی کی بابت کچھ بتلانا چاہتی ہوں۔ یہہ لڑکی ولایت میں پیدا ہوئی۔ اِس کے والدین نے اِس کا نام ڈوراتھی رکھا جس کے معنے خدا کی بخشش ہے۔ نام کے بڑے لمبے ہونے کے سبب ڈورا بلاتے تھے۔ یہہ لڑکی عام لڑکیوں کی مانند تھی۔ کھیلنا بہت پسند کرتی۔ بڑی خوش مزاج اور حلیم تھی۔ ہمیشہ اپنے والدین کے خوش رکھنے کی کوشش کرتی جو لوگ اِس سے واقف تھے اُس کو اچھے گڈریے کی بھیڑ کہا کرتے تھے۔ کیونکہ یہہ نیک لوگوں کو اور خدا کے گھر کو بہت پیار کرتی تھی۔ جب یہہ صرف سات برس کی تھی تب سے اُس نے اپنا دل خدا کو دے دیا تھا۔ اکثر اپنی کمزوریوں پر افسوس کیا کرتی اور یہہ خواہش رکھتی کہ ”ای کاش کہ میرا دل پاک صاف ہو جاوے۔ ایک دن وہ اپنی ماں سے کہنے لگی ”اماں میں کبھی بھی اِس بات سے واقف نہ تھی کہ میرے اندر کیسا خراب دل ہے کیونکہ جتنی میں کوشش کرتی ہوں اُتنا ہی مجھکو مشکل معلوم ہوتا ہے کہ میں نیک بنوں“

اِس بات سے اکثر غمزدہ رہتی کہ ”صرف مجھکو مسیح کو پیار کرنا چاہئے اُتنا میں اُسکو پیار نہیں کرتی ہوں“۔ اپنی ماں کو بھی یہہ بتلایا اُسنے جواب دیا کہ ”اپنی محبت کی بابت نہ سوچو صرف مسیح کی محبت کی بابت سوچو کہ اُسنے ہمکو کتنا پیار کیا۔ ہم اُسکو اسلیئے پیار کرتے ہیں کہ اُس نے ہم سے پہلے محبت کی“ بچپن ہی سے یہہ سنڈے اسکول جانا پسند کرتی تھی اور جب نو برس کی ہوئی تو کہنے لگی کہ ”میں کب بڑی ہونگی کہ میں بھی سنڈے اسکول میں پڑھا سکوں“ لیکن اُسکے استاد نے کہا کہ ”آج تم سب سے چھوٹے بچوں کو سکھلاؤ“ اِس بات سے یہہ بہت خوش ہوئی گھر جا کر کہنے لگی کہ ”آج مجھے بڑی خوشی حاصل ہوئی کیونکہ میرے دل میں بہت مدت سے تھی میں نے ایک بچوں کی جماعت لی اور اُنکو مسیح کی محبت کی بابت جتلایا اور یہہ بھی کہ وہ چھوٹے بچوں کو بہت پیار کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ ہم اپنا دل اُسکو دے دیں“ ڈورا کے والدین کی بڑی خواہش تھی کہ جب یہہ بڑی ہو جاوے تو مسیح کی خدمت کرے۔ پر خدا کی ایسی مرضی نہ تھی۔ اُسکے پاس ڈورا کیلئے ایک بہتر جگہ تھی۔ کچھ عرصے کیلئے جب یہہ گیارہ برس کی ہوئی تب اسکول میں بھیجی گئی۔ وہاں پر یہہ بہتوں کے لیئے نیک نمونہ بنی۔ اور اِس کے ذریعے سے بہتوں نے مسیح کو پیار کرنا سیکھا۔ ہر ایک بات کیلئے خدا کا شکر کرنا نہ بھولتی تھی ”ای خدا میں تیرا شکر کرتی ہوں کہ آج میں لندن شہر کو گئی اور وہاں بڑی عمدہ چیزیں دیکھیں اور میرا دل بہت خوش ہوا“ اور پھر کہ ”آج ہم نے بڑی خوشی سے دن کاٹا کیونکہ ہم باہر باغ میں ضیافت کے لیئے گئے“ ساری بڑی اور چھوٹی بات اپنے آسمانی باپ کے آگے پیش کرنے سے اِس کو بڑی خوشی پیدا ہوتی۔ ایک چھوٹی سی کتاب میں اُس نے اپنے سب جان پہچانوں کا نام لکھا ہوا تھا۔ ہر روز دعا کے آخر میں سب ناموں کو پڑھتی اور اُن کے لیئے مدد اور برکت چاہتی۔ صبح کے وقت یہہ اپنے باپ کے دفتر میں جا کے بلند آواز سے دعا مانگا کرتی اور شام کو دل ہی میں مانگا کرتی تھی۔ کئی دفعہ اُس کے باپ نے اُس کو دعا مانگتے سنا۔ ایک دفعہ اُس نے یہہ کہتے ہوئے سنا ”ای میرے آسمانی باپ میں تیرا شکر کرتی ہوں کہ تو نے مجھ کو دعا مانگنا سکھلایا ہے“ کچھ شک نہیں کہ روح القدس نے یہہ بات اِس کو بتلائی۔ اِس نے اپنی کسی دوست کو یہہ لکھا کہ میں کیا ہی چاہتی ہوں کہ مسیح اِس وقت زمین پر ہوتا۔ میں اُس کے پاس بہت جانا چاہتی ہوں۔ ایک نئے سال کے شروع میں اُس نے لکھا کہ ہماری پرانی کتاب فرشتے خدا کے پاس لیگئے ہیں تاکہ اُس کو دکھاویں اور ہم کو آج ایک نئی کتاب ملی ہے اور وہ بالکل صاف ہے کاشکہ اِس کتاب پر پچھلے سال سے کم دھبے لگیں۔ اگر خدا ہماری مدد کرے تو ہم اِس کو پچھلے کی نسبت زیادہ صاف رکھ سکتے ہیں (دل کی کتاب) پہلی دفعہ جب یہہ سخت بیمار ہوئی تب اپنی ماں سے کہنے لگی ”ماں کیا مسیح مجھکو اپنے پاس بلانے لگا ہے؟“ ماں نے پوچھا۔ ”کیا تم کو وہاں جانے سے ڈر معلوم ہوتا ہے“ جواب دیا بالکل بھی نہیں۔ ای پیارے بچو اگر تم پر کوئی مصیبت یا بیماری آوے اور تم ڈورا کی مانند ہو تو تم کو کسی طرح کی بے چینی نہ ہوگی۔ کیونکہ وہ مسیح پر پورا بھروسا رکھتی تھی اور مسیح اُس کو پیار کرتا تھا۔ اِس بیماری سے تو اُس نے شفا پائی۔ جب دوبارہ بیمار پڑی تو کہنے لگی کہ ”ای ماں اگر میں آپ سے پیشتر آسمان کو چلی جاؤں تو جب آپ ستاروں کو دیکھا کریں تو یہہ خیال کرنا کہ ڈورا جھانک رہی ہے“ بیماری میں بھی وہ خدا اور اُس کے کلام کو نہ بھولی۔ بیہوشی میں بھی گیت گاتی اور آئتیں کہتی رہی۔ ایک یہہ گیت اُسکو بہت پسند تھا ”جبتک ای میرے باپ خدا میں اِس پردیس میں ہونگا تو مجھے بولنا یہہ سکھلا کہ ای باپ میرے تیری مرضی ہو“ ایکدن جس وقت بڑے زور سے بخار چڑھا ہوا تھا تو باپ سے جو اُس کے پاس بیٹھا ہوا تھا پوچھنے لگی ”ای باپ اگر میں صبر سے یہہ دکھ درد نہ سہونگی تو کیا خدا خوش ہوگا۔ برداشت کرنا نہایت مشکل ہے پر میں کوشش کرونگی“ پھر کہنے لگی کہ ”برف سے زیادہ کونسی چیز سفید ہے؟“ باپ نے جواب دیا کہ کوئی چیز نہیں ہے جو برف سے زیادہ سفید ہو۔ ڈورا نے کہا ”ہاں۔ وہ روح جو مسیح کے خون میں دھوئی گئی“ جب سورج ڈوبنے والا تھی کہنے لگی کہ ”دروازہ کھول دو کہ میں نئے آسمان کو دیکھ سکوں“ جب دروازہ کھولا گیا تو کہنے لگی ”کیا تم فرشتوں کا گیت سن سکتے ہو کیسی شیریں آواز“ پھر یہہ دعا مانگی ”ای خدا میں یہاں سے ناراض ہوں اور بہت تھکی ہوئی ہوں تو مجھکو آرام دے“ پھر ماں سے کہنے لگی ”ماں تھوڑی دیر بعد میں پہنچ جاؤنگی اور مصیبت اور درد کے عوض ایک تاج پہنونگی۔ اب آپ یوحنا کا ۱۴ باب مجھکو مہربانی سے سنا دیں“ اُسنے اپنا سر اپنی ماں کے کندھے پر رکھدیا جب وہ پڑھ رہی تھی تو ڈورا کی روح دوسرے جہان میں پہنچ گئی جہاں کسیطرح کا دکھ نہیں ہے۔ اُسکی جیب میں سے ایک کاغذ ملا جو اُس نے بیمار ہونے سے پیشتر لکھا تھا ”جب تو موت کے سایہ کی وادی میں سے ہو کر گذریگا تو میں تیرے ساتھ ہونگا“ پیارے لڑکے اور لڑکیو تم ڈورا کی مانند نیک بننے کی کوشش کرو تو تمکو وہ ساری خوشیاں حاصل ہونگی جو اُسکو ہوئیں +

پڑھنے میں کچھ وقت باقاعدہ صرف کیا تو کبھی اس نیک دستور کو نہ چھوڑیگا یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ جو اپنے وقت کو دعا مانگنے سے بچاتا ہے اُس کو ضائع کرتا اور جو اُس کو خدا کے ساتھ مشغولی میں صرف کرتا ہے وہی وقت کو مناسب طور پر صرف کرتا ہے اور برکتیں حاصل کرتا ہے۔ تین چار ماہ کا عرصہ ہوا کہ ایک دعا کی فہرست نور افشاں میں چھپائی گئی تھی۔ چند روز کے بعد وہ رسالہ کی شکل میں چھاپی جائیگی۔ ہم کو امید ہے کہ بہت لوگ اُس کو منگوائیں گے تاکہ سب بلکہ خاص خاص مضمونوں اور خاص خاص مقاصد کے واسطے دعا مانگا کریں +

ملکہ وکٹوریہ دام حشمتہا کے جشن ساٹھ سالہ کی مبارکبادی دینے کیلئے ہندوستانی عورتوں کا انتظام

جناب اڈیٹر صاحب

اگر آپ اپنے اخبار میں ذیل کی چند سطریں درج فرمادیں تو میں آپ کی مشکور ہونگی۔

آپ کا اخبار مطبوعہ ۱۲ فروری ۱۸۹۷ء میری نظر سے گذرا جس میں ذکر تھا کہ ہندوستانی مسیحی عالیجناب کنور ہرنام سنگھ صاحب۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کی تحریک سے اپنی ملکہ قیصر ہند کو اِس مبارک موقعہ پر مبارکبادی دینے کا انتظام کر رہے ہیں۔ اور اسی مطلب کے واسطے کنور صاحب موصوف نے سب کلیسیاؤں میں خطوط بھیجے ہیں اور امید ہے کہ یہ انتظام بخوبی ہو جاویگا لیکن میرے لکھنے کی کیا غرض ہے یہی۔ کہ میں بھی بذریعہ آپ کے اخبار کے مسیحی بہنوں کی خدمت میں عرض کروں کہ وہ اِس موقعہ کو ہاتھ سے نہ دیں اور جبکہ اِس تقریب پر غیر اقوام خصوصاً مسیحی مردوں کی مبارکبادی دینا ضرور ہے تو بدرجہ اولیٰ مناسب ہے کہ مسیحی عورتیں اس کار عظیم میں پیچھے نہ رہجاویں کیونکہ حضور ممدوحہ نے اپنی قوم کی بہبودی کیلئے ملکہ آستر سے کچھ کم جانفشانیاں نہیں کی ہیں بلکہ مثل ماں کے فکرمند ہو کر اپنے بچوں کی جسمانی و روحانی بہتری چاہی ہے۔ اور اگر یہ تعریف سچ ہے تو کیا مناسب نہیں کہ ہم سب بھی اُن رہائی یافتہ و حسانمند یہودیوں کی مانند پشت در پشت۔ خاندان بخاندان اور صوبہ بصوبہ اور شہر بشہر جشن ساٹھ سالہ منادیں در کچھو آستر ۹: ۱۷-۲۲ تک) نیز حضور پُرنور کے مبارک عہد حکومت میں مستورات کی آزادی و آسائش و علم و ہنر کی ترقی۔ دینی و دنیوی فوائد کا حاصل ہونا خصوصاً انجیلی برکت پانا ایسی قوی دلائل سے ثابت ہے کہ جس کے زیادہ بیان کرنے کی میں اِن چند سطروں میں ضرورت نہیں سمجھتی مگر اتنے ہی پر کفایت کر کے میں اپنی دیسی مسیحی بہنوں سے ملتمس ہوں کہ اپنی مہربان ماں و مہارانی کیلئے مبارکبادی دینے کا انتظام کریں اور ایسے مبارک موقعہ پر اپنی خوشی و شکرگذاری ظاہر کریں۔ کیا جانیں پھر یہ موقعہ ہاتھ نہ آئے۔ مثل مشہور ہے کہ بیت گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔ صدا عیش دوراں دکھاتا نہیں امید قوی ہے کہ جب مہارانی سنینگی اور پڑھینگی کہ ہندوستان کی مسیحی عورتوں نے ایسا ایسا کیا ہے تو باغ باغ ہو جاویں گی۔ اور آئندہ زمانہ میں تاریخ دان بھی اپنی تاریخ میں آپ کی اِس نیک کارروائی کو زرین حروف سے درج فرماویں گے۔

آخیر میں میں عرض کرتی ہوں کہ جسطرح کنور صاحب نے انتظام کیا ہے ویسا ہی اُنکی کنور رانی صاحبہ بمعہ اپنی ہم صلاح کرسچن لیڈیوں کے ایسا ہی انتظام کریں ہم خوشی سے شریک ہونگی + آمین

راقم مسز جسونت سنگھ از کوٹ گڈھ ضلع شملہ

سرکاری خبر

نمبر ۳۳۵ اشتہار۔ گورنمنٹ عالیہ ہند کے ہوم ڈپارٹمنٹ کا مندرجہ اشتہار اطلاع عام کیلئے مکرر مشتہر کیا جاتا ہے چونکہ حاجیوں کی زیارت حجاز کو ملتوی کر دینے کا معاملہ گورنمنٹ عالیہ ہند اور حضرت ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی گورنمنٹ کے روبرو کچھ عرصہ سے زیر غور تھا اور حضرت ممدوحہ کی گورنمنٹ عالیہ نے اب یہ تصفیہ فرمایا ہے کہ چونکہ یورپ کی تمام سلطنتوں کی جنہیں سلطنت روم بھی شامل ہے قوی رائے یہ ہے کہ حاجیوں کے ساتھ طبقہ یورپ میں وبا کے چلے جانے کا اندیشہ ہے اور یہ ناممکن ہے کہ اُن کی منشار کی تعمیل بجز اس کے کسی اور طرح سے ہو سکے کہ فی الحال حاجیوں کی زیارت حجاز کو ملتوی رکھا جائے پس جناب معلی القاب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل وبائی بیماریوں کے ایکٹ ۱۸۹۷ء کی دفعہ ۲ کی ماتحتی دفعہ ا کے حکم حکم صادر فرماتے ہیں کہ موسم حال میں حاجیوں کی زیارت حجاز بالکل ملتوی رکھی جائیگی۔ المرقوم ۲۳ فروری ۱۸۹۷ء

پنڈت جانکی پرشاد

اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و میر منشی گورنمنٹ عالیہ پنجاب

ضرورت

ایک استاد یا کیٹی کسٹ کی ضرورت ہے جو لڑکوں کے بیتیم خانہ کا اہتمام رکھینگے تنخواہ ۳۰ روپیہ ماہوار۔ درخواستیں بھیجو بنام

پادری۔ او۔ ڈبلیو۔ سٹیلرڈ صاحب

ایس۔ پی۔ جی۔ مشن۔ کانپور

نارتھ ویسٹرن ریلوے

فروخت کے لئے

پُرانے لوہے کی ریلیں

لمبائی چوڑائی۔ نرخ اور پہنچانے کے شرائط وغیرہ کی نسبت چیف سٹور کیپر۔ این۔ ڈبلیو۔ ریلوے۔ لاہور سے خط و کتابت کرو +

دستور العمل اخبار نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت سالانہ اہل شہر سے معہ انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت سالانہ معہ محصولڈاک بغیر انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت سالانہ معہ محصولڈاک معہ انگریزی ضمیمہ	[illegible]

قیمت دو کاپیوں یا اُس سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام پر فی کاپی معہ ضمیمہ ۔۔۔ بغیر ضمیمہ [illegible] + (اڈیٹر)

پادری ای۔ ایم۔ ویگنگ صاحب اڈیٹر و مینیجر نور افشاں کے واسطے امریکن مشن پریس لودیانہ میں ... کے اہتمام سے چھپا